اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

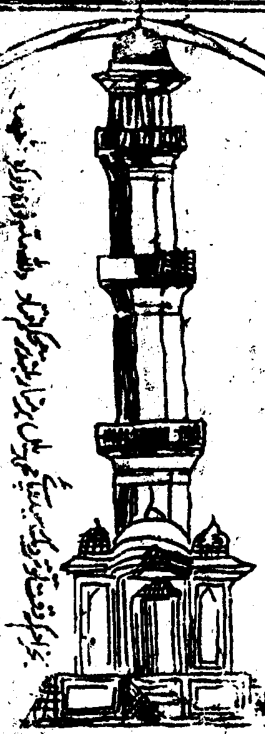
جہ گویم بانوگر آلی چہار قادیان ہنی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص معاونین سے عنلہ (۳) ہندوستان سے باہر تے (۴) غیر مذاہب والوں سے ہیر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دیں پڑھے لکھے آرنی والے لوگوں سے ہے

نمبر ۲۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۸ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۴ ہجری | جلد



تازہ الہامات و رویا

یکم اگست سنہ ۱۹۰۶ء۔ دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے۔ پھر الہام ہوا۔

اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ

ترجمہ۔ میں حفاظت کرنیوالا ہوں۔ ان سب کی جو دار میں ہیں۔

(۲)۔ **اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ**

ترجمہ۔ میں نے چاہا کہ خلیفہ بناؤں۔ پس میں نے آدم کو خلیفہ بنایا۔

۵۔ اگست سنہ ۱۹۰۶ء۔ دن کے وقت یکدفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا حرکت سے معطل ہو گیا۔ اور ایک قدم اٹھانا مشکل تھا۔ اور سخت درد ہوتی تھی۔ خیال گذرا کہ یہ فالج کی قسم نہ ہو۔ تب دعا کی گئی تو الہام ہوا۔

(۱) **اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ**

(۲) **اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْزِی الْمُؤْمِنِیْنَ**

ترجمہ۔ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور خدا مومنوں کو رسوا نہیں کرتا۔ اور ابھی صبح نہیں ہوئی تھی۔ کہ خارق عادت طور پر صحت کلی ہو گئی۔

فالحمد للّٰہ علٰی ذالک۔

آریوں کی زبان درازی روک دیجائیگی

پرکاش ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔ کہ کیا آریوں کی آزادی روک دیجائے گی اور اس ضمن میں دینانگر آریہ سماج کے جلسہ کے نگر کیرتن کے متعلق پولیس و صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی موزون اور اقرب الامن کارروائی کا ذکر کرکے لکھتا ہے۔ کہ "اس حکم کے برخلاف صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں اپیل کی گئی۔ باوجودیکہ بڑے مضبوط دلائل پیش کئے گئے۔ مگر شنوائی نہ ہوئی ہمارا یقین ہے کہ اس سلوک بد کی تہہ میں کوئی متعصب مسلمان پولیس انسپکٹر ہوگا۔"

اس نوٹ میں نہ صرف ضلع گورداسپور کے قابل قدر اور دیانتدار انسپکٹر پولیس بابو غلام محمد صاحب کی ذات پر ... کیا گیا ہے۔ بلکہ صاحب ضلع کی انتظامی کارروائی پر بھی سخت نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اس جملہ کے جو پرکاش نے لکھا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ معنے ہیں۔ کہ صاحب ضلع کو کوئی خیال انصاف اور معقولیت کا نہیں۔ بلکہ وہ جو کچھ انسپکٹر صاحب لکھدیں کرتے ہیں۔ یہ لیکن بیہودگی ہے۔ پرکاش اپنے قلم اور زبان کو سنبھالے آریوں کی جائز آزادی روکنا کسی کا منشاء نہیں۔ البتہ یہ زبان درازی روکنی ضروری ہے۔ اور اس معاملہ میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور نے جو مناسب کارروائی کی ہے وہ بہت ہی درست اور مبنی پر انصاف ہے پرکاش کے ایڈیٹر کو معلوم نہیں کہ دینانگر کے آریہ سماج کے ایک پہلے جلسہ پر کسی پہلے صاحب ضلع نے بھی نوٹس لیا تھا۔ اگر وہ چاہیگا تو میں پورا پتہ بتادونگا۔ بجائے اسکے کہ حکام کی مناسب احکام پر بے جا نکتہ چینی کی جاوے کیوں پرکاش آریہ سماج کے لیکچراروں کو اعتدال کی تعلیم اور ہدایت نہیں دیتا۔ بابو غلام محمد صاحب کی قابلیت اور بے تعصبی ایسی مشہور ہے۔ کہ میں آریوں کی تحریروں سے پرکاش کے اس مضمون کو عمداً غلط ثابت کر سکتا ہوں۔ اور انہوں نے ضلع گورداسپور میں آکر جو قابل قدر کام کئے ہیں انہوں نے ہی انہیں ایک کورٹ انسپکٹر کی حیثیت سے اسی ضلع میں انسپکٹر پولیس بنا دیا ہے آئندہ اگر پرکاش فضول نکتہ چینی سے باز نہ آیا۔ تو میں تفصیل سے لکھونگا۔

انشاءاللہ

دارالامان کا ہفتہ

حضرت اقدس کی طبیعت اس ہفتہ میں علیل رہی۔ مگر اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت آرام ہے۔ اس ہفتہ میں ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب۔ ملک محبوب عالم صاحب۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی و میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹ سے اور بعض دیگر احباب مختلف مقامات سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

میر حامد شاہ صاحب کتبہ سیالکوٹ سے لائے۔ جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی قبر پر نصب کیا جائیگا۔ اس پر حضرت مسیح موعود کی تصنیف کردہ نظم درج ہے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام ۱۳ اگست سنہ ۱۹۰۶ء بروز شنبہ کھل گیا مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر۔ ماسٹر عبدالرحیم صاحب وغیرہ دیگر استاد صاحبان و اکثر طلباء جو ایام رخصت میں باہر گئے ہوئے تھے۔ واپس آگئے۔ بعض طلباء تا حال واپس نہیں آئے ان کے والدین کو چاہئیے کہ بہت جلد ان کو قادیان روانہ کردیں

[illegible]

جب [illegible] رجہاڑ
[illegible] حقائق
[illegible] سکے۔
جواب جواب [illegible] اٹھائی
پڑتی ہے۔ اور [illegible] وپڑتی
ہے۔ روزگار [illegible] اعتراض کیا
تہا۔

"مرزا صاحب قادیانی کے [illegible] لڑکے کی شادی پر جو ہزاروں روپیہ [illegible] گیا ہے یہہ کہاں سے کہا گیا۔ اور وہ کہاں سے آیا۔ الحکم قادیان نے اس کی [illegible] ایک مفصل اور تحقیقی جواب دیا۔ یہہ [illegible] صحیح صحیح واقعات اور عملی امور [illegible] تہا روزگار ہندی اس کے جواب [illegible] میں ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کے پرچہ میں رقم طراز ہے۔"

"الحکم نے ہمارے مضمون [illegible] جواب میں ایک لمبی تحریر شائع کی [illegible] جس کا خلاصہ یہہ ہے۔ کہ دولت اور [illegible] کا ہونا نبوت یا رسالت کے منافی نہیں اور یہہ کہ عام طور پر اپنے پیرزادہ مرشدوں کو نذرانے دیجاتی ہیں۔ پہر روزگار اپنی جانب سے یہہ حاشیہ چڑہاتے ہیں۔"

"ہماری اس جواب سے بالکل تشفی ہو گئی ہے۔ ہمارا یہہ خیال تہا کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو دوسری گدیوں کے گدی نشینوں سے ایک مختلف چیز ثابت یا پیش کرتے ہیں۔ لیکن اگر یہہ بہی اور دوکانداروں کی طرح ایک دوکان ہے تو ہم اپنے اعتراض کو واپس لیتے ہیں۔ اگر یہہ جواب ان آنکھوں دیکھا۔ اور ان کانوں سنا جاوے۔ کہ یہہ قادیانی مشن کے خلاف دیا گیا ہے۔ تو زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ آج کل کے فن مناظرہ کے مطابق فریق مخالف کے مونہہ سے اگر کوئی صادق بات بہی نکلے تب بہی اوس کی تکذیب لازم ہے۔ اور اگر حقیقتاً دیکہا جاوے۔ تو روزگار سے جواب بجواب نہیں ہو سکا۔ [illegible] رلے ہے۔ اس سے تو بہتر ہی اختیار کی جاتی۔

ہمارے پاس اس وقت بڑے بڑے صوفیائے کرام اور انبیائے عظام کے اقوال اور عمل کا اس بحث کے متعلق ایک تیقیمی ذخیرہ موجود ہے۔ نہ گذشتہ اور یہہ نہ بلکہ موجود بہی ہم اوس ذخیرہ سے انشاء اللہ باقوال چیدہ اور اعمال بزرگانِ سلف ثابت کردیں گے کہ استدلال الحکم کا درست تہا۔ قبل اسکے کہ ہم اس بحث پر مزید روشنی ڈالیں۔ روزگار کی خدمت میں چند امور ابتدائے کا اظہار ضروری خیال کرتے ہیں۔ اون کے جواب آنے پر انشاء اللہ مؤکد بانہ اور بہی کچھہ عرض کرنے کی جرأت کی جاوے گی۔

"مندرجہ ذیل سلسلے مسلمانوں میں مقدس شمار ہوتے ہیں۔ یا نہیں۔

(۱) چشتی۔
(۲) نقشبندی۔
(۳) سہروردی۔
(۴) صابری۔

ان سلاسل مقدسہ کے بزرگانِ سلف امت اور جمہور اسلام کے نزدیک مقتدا اور پاک باطن اور اہل اللہ تھے۔ یا نہیں

(۱) حضرت شاہ قطب الدین بختیار کاکی
(۲) حضرت معین الدین چشتی علیہ الرحمتہ
(۳) حضرت نظام الدین اولیاء " "
(۴) حضرت مجدد الدین نقشبندی " "
(۵) بابا فرید صاحب شکر گنج وغیرہم

نے سلسلہ بیعت جاری کیا ہے۔ یا نہیں ہر ایک سلسلہ کے مرید اپنے اپنے سلسلہ کی خدمت کرتے رہے ہیں۔ یا نہیں۔

کس کس اولیائے کرام نے فتوحات کی بابت صاف الفاظ میں انکار کیا ہے۔ اور کس کس نے فتوحات مریدیہ کا استعمال اپنے حوائج ذاتی میں نہیں کیا۔

موجودہ گدیوں میں سے کون کون سی گدی ہندوستان اور صوبہ پنجاب میں روزگار کے خیال میں دوکانداری ہے۔

(۱) کیا حضرت تونسہ شریف۔
(۲) چاچڑان شریف۔
(۳) گولڑہ شریف۔
(۴) مہاران شریف۔ کی پنجابی گدیاں

دوکانداری میں یہہ بہی تشریح کردیں۔ کہ کیا [illegible] ان گدیوں میں مریدی فتوحات سے انکار ہے [illegible] کیا جو کچھہ ان کی عمارات

گذشتہ

کی کمائی [illegible] املاک موجود ہیں۔ وہ کیوں

" کیا مریدانہ فتوحات سے [illegible] میں انکار کیا جاتا ہے۔ اور وہ انکے نزدیک مال حرام یا مال مشتبہ ہے۔

" کیا ان گدیوں میں جو کچھہ اون کے مریدان صادق دیتے اور نذر کرتے ہیں اوسپر گدی نشینوں کو کوئی اختیار نہیں ہے اور کیا اونکے ارادات مند جو کچھہ دیتے ہیں وہ صرف اس واسطے دیا کرتے ہیں۔ کہ پیر اونہیں زمین میں دبائے رکہے۔ کسی اپنے کام پر خرچ نہ کرے۔ کیا ان گدیوں کے گہر والے فتوحات مریدیہ کا بہت سا حصہ بصورت ہزاروں روپیہ کے زیورات کی نہیں ہے۔

" جب روزگار انصاف سے ان سوالوں کا جواب دے گا۔ تو ہم بڑے بڑے بزرگان قوم کے فرامین اور اقوال کی نقل پیش کرینگے جن سے یہہ ثابت ہو کر رہیگا۔ کہ

" مریدی فتوحات پیر کے واسطے مباح ہیں۔

" جو نذرانہ پیر کو دیا جاتا ہے۔ وہ خالص اوس کا ہوتا ہے۔

" مرید کا فرض ہے۔ کہ ہر ایک طرح سے پیر کی خدمت کرے۔

" رشد و ہدایت کے واسطے لازمی نہیں۔ کہ پیر کے بدن پر چیتھڑا ہی ہو۔

" اعمال انبیا بہی اسکے مخالف نہیں ہیں۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ روزگار کی کسی بزرگ سے بیعت نہیں اگر کسی صاحب حال سے بیعت ہو۔ تب وہ ایسی نکتہ چینی نکرتے اب بہی اگر وہ کسی صاحب حال سے اس کی بابت دریافت کریں گے۔ تو میدان الحکم کے ہاتہ میں رہے گا۔ مگر قادیان کا نام لیکر سوال نہ اٹہا دیں۔ کیونکہ اس صورت میں خواہ نخواہ ہی مخالفت ہو گی۔

بقول شخصیکہ قادیان میں جاکر کسی ہندو یا مسلمان کا مسلمان ہونا آریہ اور عیسائی ہونے سے بہی بدتر ہے۔ یہہ ایک مسلمان کا قول ہے۔ افسوس لاضد کہاں تک بڑہتی جاتی ہے۔ اور حق کی تلاش میں کیا کچھہ صعوبتیں حائل ہو رہی ہیں۔

راقم

ایک مجسٹریٹ

نوٹ از ایڈیٹر مندرجہ بالا تحریر ایک معزز اور محترم شخص کے دماغ اور قلم کا نتیجہ ہے۔ اور یہہ بزرگ روزگار کے خریدار اور پڑہنے والے ہیں۔ میں نے روزگار کے اس نوٹ پر کچھہ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی۔ مگر میرے محترم دوست نے جس طریق پر بحث اٹہائی ہے۔ اگر روزگار میں کچھہ بہی محبت اور تعلق حق ہوگا۔ تو وہ ان تحریرات کا جواب دیگا۔ یا اپنے اعتراض کی غلطی اور کمزوری کو تسلیم کریگا۔

میں یہہ بہی افسوس سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ میں نے روزگار کا جواب دیتے وقت اس کی ساری تحریر اور پورا اعتراض نقل کر دیا تہا۔ اور خواہش کی تھی۔ کہ اگر وہ اس پر کچھہ لکھیں تو میرا سارا مضمون درج کریں۔ مگر ایڈیٹر روزگار کی بے انصافی اسی سے ظاہر ہے۔ کہ میرے جواب کو اپنے اخبار میں شایع نہیں کیا۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ انکے حوصلے نہیں جو شایع کریں۔ ورنہ اس کے ناظرین پر حقیقت کہل جاوے۔ کم از کم وہ اس تحریر کو شایع کرے [illegible] اور اس کا فرض ہے۔ کہ جواب دینے سے پہلے پورا اعتراض نقل کرے۔

افسوس بیجا مخالفت نے باوجود دعویٔ تہذیب و شایستگی وادعائے بے تعصبی ان کو از خود رفتہ بنا دیا ہے۔ ورنہ وہ ایسے اعتراض سلسلہ عالیہ احمدیہ پر ہرگز نکرتے جو پہلے اکابران امت اور انبیاء علیہم السلام پر عاید ہو سکتے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کی ذات پر یا آپ کے سلسلہ پر کوئی ایسا اعتراض کرو۔ جو پہلے کسی راستباز پر نہ کیا گیا ہو۔ یا اس پر زد نہ پڑتی ہو۔ بہرحال امید ہے۔ کہ ہمارے واجب الاحترام مضمون نگار اس مضمون کو مکمل کر دینگے۔ اور ناظرین اس سے فائدہ اٹہائیں گے۔

ایڈیٹر الحکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حکیم مرزا محمود بابی کی دہلی میں ناکامیابی

ناظرین ذیل میں آپ کے ملاحظہ کے لئے وہ خط و کتابت درج کی جاتی ہے۔ جو مابین احقر العباد عاجز قاسم علی احمدی و مرزا محمود ایرانی بابی در بارہ مباحثہ عقاید بہائیہ ہو کر ۲۶ جولائی ۱۹۰۶ء کو ختم ہوئی۔ قبل از تحریر نقل خطوط مرزا محمود ایرانی سے ناظرین کو انٹروڈیوس کرانا ضروری ہے۔ یہہ شخص ایران سے بغرض تبلیغ عقاید بابیہ و بہائیہ عرصہ دو سال سے ہندوستان میں آیا ہوا ہے۔ لاہور۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ رنگون۔ راولپنڈی۔ سیالکوٹ وغیرہ شہروں میں کئی کئی ماہ تک مقیم رہکر اپنی مقاصد کو بذریعہ تقریر بعض بعض لوگوں سے اظہار کرتا رہا ہے۔ سال گذشتہ میں قریباً دو ماہ تک دہلی میں بھی رہا۔ گر بے نیل مرام یہاں سے لاہور کو روانہ ہو گیا دہلی میں کوئی عام جلسہ کر کے اس شخص نے اپنے عقایدکا اظہار نہیں کیا۔ البتہ ایک قلمی اشتہار ایک روز جامع مسجد میں بدیں مضمون تقسیم کرایا۔ کہ آفتاب صداقت جو سرزمین ایران میں طلوع ہوا تھا۔ اُس کی روشنی ظاہر کرنے کو مرزا محمود ایرانی وارد دہلی ہیں۔ جو شخص اس کے متعلق کچھ سننا چاہیں۔ حکیم صاحب کے مکان پر محلہ بلی ماراں میں تشریف لا کر سُن لیں،، اتفاق سے یہہ اشتہار میری نظر سے بھی گذرا۔ اور یہہ عاجز آپ کے در دولت پر اوس آفتاب کی روشنی اور شعاعیں دیکھنے گیا۔ متواتر تین روز تک غیر مسلسل فضول و لغو تمہیدات سنتا سنتا اوکتا گیا۔ تو عرض کی۔ کہ حضرت براے مہربانی ان غیر منتہی تقریروں کو ختم کیجئے۔ اور نفس مطلب پر آئیے۔ یعنی اپنے عقاید و دعاوی مع چند نصوص دلائل کے فرمایئے۔ آپ نے باوجود بار بار کے عرض معروضات کے ہرگز جرأت سے اپنے عقایدکا اظہار نہ کیا۔ مجبور ہو کر میں نے آپ کو ایک روز اپنے غریب خانہ پر بذریعہ عریضہ تشریف لانے کی تکلیف دی۔ آپ تشریف لے آئے۔ تھوڑی سی گفتگو کے بعد عاجز راقم نے آپ سے صرف دعوے ہی دعوے بہاء اللہ جنابا کا دریافت کیا۔ تو آپ نے دبی زبان سے فرمایا۔ کہ وہ مسیح موعود تھا۔ اس پر میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کے دعوے سے معارضہ کر کے عرض کی۔ کہ جن دلائل سے آپ بہاء اللہ کا مسیح ہونا ثابت کرینگے اونہیں دلائل سے بلکہ اون سے بڑھکر عقلی و نقلی ثبوت سے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا مسیح موعود ہونا ثابت کر دکھاؤنگا۔ پھر ایسی صورت میں ہم کو کیا ضرورت پڑی۔ کہ حضرت مسیح موعود کو چھوڑ کر جس کی اندرونی بیرونی حالات سے شبانہ روزی ہمکو اطلاع ہے جسکی تقریریں اور تحریریں ہم نے اپنے کانوں سے سنیں۔ آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ جس کی زیارت سے ہم مشرف ہیں۔ کسی مردہ مسیح موعود کو جس کا نہ دعویٰ معلوم نہ دلائل نہ تقریر سنی نہ تحریر دیکھی۔ نہ زیارت سے باریاب ہوئے یہہ سنکر حکیم صاحب سب حکمت بھول گئے اور فرمانے لگے۔ کہ میں اب لاہور جاؤنگا۔ وہاں پہونچ کر شاید مرزا صاحب قادیانی سے بھی ضرور ملونگا۔ اور خود انکی مجلس میں گفتگو کرونگا۔ پس آپ لاہور کو چلا جئیے۔ اتفاق حسنہ سے اونہیں ایام میں حضور مسیح الزمان علیہ السلام بھی گورداسپور سے حسب درخواست مخلصین بغرض تبلیغ لاہور تشریف لے گئے۔ ایرانی صاحب کو یاروں نے اُکسایا۔ کہ مرزا صاحب سے گفتگو بحث مباحثہ کیجئے۔ مگر آپ ایسے کاہیکو تھے۔ کہ سامنے آتے۔ یا تحقیق حق مدِ نظر رکھتے۔ تاب مقابلہ: لاکر پیسہ اخبار کے قالب میں نمودار ہوئے۔ اور ایسے وقت میں آپ نے درخواست مباحثہ پیش کی جبکہ حضرت اقدس نے واپس براے پیری مقدمہ گورداس پور جانا تھا۔ اس لئے بوجہ عدیم الفرصتی کے یہہ موقعہ ایرانی صاحب کو خوش قسمتی سے نہ ملا۔ پھر بذریعہ اُسی پیسہ اخبار کے سورہ کہف میں جو ذوالقرنین کا قصہ ہے۔ اُوس کی تفسیر چاہی۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے اوسکی تفسیر باعلام الٰہی ملکہ لیکچر لاہور کے صفحہ ۴۳ میں درج کر دی،، امید ہے۔ کہ ناظرین ایرانی کے حالات سے معلوم کر گئے ہونگے۔ کہ یہہ صاحب کون ہیں۔ اب پھر آپ آوارہ ممالک بعیدہ ہوئے ہوتے [illegible] میں پہونچے۔ اور مرزا [illegible] کرکے پادری احمد مسیح نابینا واعظ۔ ایس۔ پی جی مشن دہلی کے رفیق بنے۔ احمد مسیح مذکور کے مکان واقعہ مشن میں دو بار آپ کو قریباً بیس یا پچیس آدمیوں میں جو حسب دعوت احمد مسیح جمع ہوئے تھے۔ مسلمانوں کو خطاب کا موقعہ ملا۔ بار اوّل کی مجلس میں راقم حاضر نہ تھا۔ مگر بار دوم حسب درخواست احمد مسیح یہہ نیاز مند بھی شامل جلسہ ہوا۔ اس مجلس کی بناے انعقاد یہہ ہے۔ کہ احمد مسیح نے چند مسلمانان دہلی کو یہہ اطلاع دی۔ کہ مرزا محمود صاحب ایرانی بابی وارد دہلی ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء یوم شنبہ میرے مکان پر آکر اپنے عقاید و دعاوی و دلائل بیان کرینگے۔ اور بشرط اجازت سامعین میں سے مولوی عبد المجید صاحب واعظ دہلی یا قاسم علی احمدی یا جہانگیر خان سارسٹر ڈاک خانہ سفری اُن سے کوئی گفتگو کرینگے۔ اور یہی پیغام احمد مسیح نے بغرض شمولیت جلسہ مجھکو دیا۔ میں صبح سات بجے کے بعد احمد مسیح کے مکان واقعہ مشن مذکور میں جا پہونچا۔ وہاں جا کر دیکھا۔ کہ دس بیس آدمی اور مولوی محمد عبد المجید صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ مگر بابی صاحب کا انتظار ہے۔ متواتر دو تین آدمی بابی صاحب کو جو سراے احمد پائی متصل مشن مذکور میں مقیم تھے۔ بلانے گئے۔ تو ساڑھے آٹھ بجے خود بدولت نازل ہوئے۔ او۔ آتے ہی کرسی نشین ہو کر احمد مسیح سے ہم کلام ہوئے در کہ میرا ارادہ ہے بقیہ مجلس کے گفتگو جو میری اور مولوی عبد المجید صاحب کی ناتمام رہی تھی۔ اسکو آج پورا کردوں،، مولوی عبد المجید صاحب نے فرمایا۔ کہ میں تین روز سے علیل ہوں۔ کھانا بھی بوجہ علالت نہ کھا سکا اس لئے ضعف زیادہ ہے۔ میں گفتگو کرنے کے واسطے اسوقت طیار نہیں ہوں،، نیز مجھکو احمد مسیح کی جانب سے آج اس کام کے لئے مدعو کیا گیا ہے۔ کہ مرزا محمود صاحب ایرانی اپنے دعوے و دلائل بیان کرینگے۔ اور قاسم علی اس پر جرح قدح کرینگے،، پس میں مثل دیگر سامعین کے آپ ہر دو صاحبوں کی گفتگو سننے کیواسطے آیا ہوں۔ ناظرین یہہ احمد مسیح نابینا اور اس کی کمپنی کی چال تھی۔ کہ ایرانی اور احمدی سے گفتگو ہو جاویگی۔ ایرانی ایک بڑا فاضل جید ہے۔ قاسم علی کو شکست دیگا۔ میرا بدلہ اُتر جائیگا۔ مگر افسوس کہ احمد مسیح اپنے اس ارادہ میں بھی ناکام ہوا۔ ؎

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ایرانی نے میرے ساتھ گفتگو کرنا منظور نہ کیا۔ اور کہا۔ کہ مولوی عبد المجید سے گفتگو کرونگا،، آخر بہت سے قیل و قال کے بعد یہہ فیصلہ ہوا کہ ایرانی بقیہ گفتگو ہی کرے۔ مگر اوس کے ضمن میں اپنے مقصد و دعاوی کا اظہار کرتا جاوے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب کے تمام دعاوی اور دلائل علی الاعلان بذریعہ کتب و اشتہارات و اخبارات و تقریبات ہر جگہ شایع و مشتہر ہو چکے ہیں۔ مگر بہاء اللہ کا نام ہم نے آج ہی سنا ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ بہاء اللہ کے دعاوی و عقاید کو معلوم کر کے پھر غور کریں۔ کہ ہر دو مدعیان مسیحیت میں کس کا دعوے اس قابل ہے۔ جس پر غور کی جاوے،، یہہ تقریر مولوی عبد المجید صاحب نے فرمائی۔ تو ایرانی نے اپنی تقریر لا یعنی مہمل یعنی ایسی شروع کر دی۔ کہ جس کا نہ سر نہ پیر اور ساڑھے دس بج گئے۔ مولوی عبد المجید صاحب نے فرمایا۔ کہ تمام تقریر آپ کی بے سود رہی۔ اور قابل جواب و غور کوئی امر آپ نے نہیں فرمایا۔ نہ اپنے وعود و عقاید و دلائل و دعاوی کا کچھہ ذکر کیا،، اس کے بعد عاجز نے عرض کی کہ ایرانی صاحب وقت ضائع کرتے ہیں۔ نتیجہ اس گفتگو اور مجلس کا کچھہ نہیں ہوگا۔ پس آپ براے مہربانی واضح الفاظ میں اس کا جواب دیں۔ کہ بہاء اللہ کا دعوے کیا تھا۔ جو خود اس نے اپنی زبان یا قلم سے بیان کیا ہے۔

ایرانی۔ بہاء اللہ کا دعوے نہ نبوت کا نہ رسالت کا نہ خلافت کا بلکہ ولایت کا ہے،،

احمدی۔ ولایت کا دعوے ماننے کے لئے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ آپ نے ناحق اوس کو ممالک بعیدہ کی [illegible] اختیار فرمائی

ایرانی۔ وہ صاحب وحی تھا۔ نبی نہ تھا۔ کیونکہ خلفاے محمدیہ کے لئے نبوت لازمی نہیں ہے۔ صرف وعدہ خلافت ہے،،

احمدی۔ اس کو آپ موعود سمجھتے ہیں یا نہیں

ایرانی۔ بیشک وہ موعود تھا۔

احمدی۔ کونسا وعدہ ہے۔ جس کا مصداق بہاء اللہ ہے۔ مسلمانوں کو احادیث صحیحہ میں مسیح ابن مریم کے نزول کا وعدہ ہے۔ نہ کسی دیگر کا

ایرانی۔ وہ اسی وعدہ مسیح ابن مریم کا مصداق ہے۔ اور مسیح موعود ہے۔ مگر مرزا صاحب کا دعوے غلط ہے۔ یہانتک سلسلہ کلام پونہچا تھا۔ کہ سامعین میں سے بابو شیخ کرامت علی

صاحب مجددی نقشبندی امرتسری نے کہا۔ کہ مرزا محمود صاحب یہہ گفتگو فریقین کی بے سود ہے۔ ہماری خواہش یہہ ہے۔ کہ آپ باہمی تحریری گفتگو کریں۔ اور اس تحریری مباحثہ کی اشاعت کا میں ذمہ وار ہوں۔

احمدی۔ مجھکو بسروچشم تحریری گفتگو منظور ہے۔ ایرانی صاحب اپنی دعاوی پیش کریں سنوںمیں ہونگا۔ اور تردید کرونگا۔ کیونکہ مجھکو علم الیقین اور عین الیقین ہے۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود ہیں۔ اس لئے اس امر کی یاد رکھنے میں مجھے کوئی اندیشہ نہیں۔ کہ ہرایک دیگر مدعی مسیحیت باطل ہے۔ وَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَال۔

ایرانی۔ مجھے بھی مباحثہ منظور ہے۔ اگر آپ کو منظور ہے۔ اور میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔ کہ ادعائے بہاء اللہ کے سوا دیگر مدعیان مسیحیت کے دعوے باطل ہیں۔

مولوی محمد عبدالمجید صاحب۔ میں اس گفتگو کے واسطے مکان زینت محل دیتا ہوں۔ اور فریقین کی حفظ ابرو و امن جلسہ قایم رکھنے کا ذمہ وار ہوتا ہوں۔ لیکن شرایط مباحثہ باہمی فریقین میں طے ہوجانی ضروری ہیں۔ جن کی پابندی ہردو مناظروں کو ضروری ہو۔ بعد تصفیہ شرائط مناظرہ آپ مجھکو اطلاع دیں۔ میں بذریعہ اشتہار مطبوعہ اس جلسہ کا اعلان اپنی جانب سے کرونگا۔

ایرانی۔ تعین یوم و مکان میری رائے پر منحصر ہے۔ باقی شرائط مناظرہ لکھکر مجھکو دکھلائی جاویں۔ میں اپنی مرضی سے اُن کو منظور یا نامنظور کرونگا۔

احمدی۔ آپ کو اوّل تو کوئی حق نہیں کہ تعین یوم و مکان کے آپ مختار ہوں۔ اور نہ شرائط کے متعلق آپ یہہ اختیار رکھتے ہیں۔ کہ اپنی پسندیدہ شرائط سے گفتگو کریں۔ فریقین کو اسمیں مساوی حقوق حاصل ہیں۔ نیز آپ غریب الوطن مسافر سرائے میں مسافرانہ آپ کا قیام ہے۔ دہلی میں آپ ایسا محفوظ مکان جس میں یہہ جلسہ ہوسکے۔ نیز مالک مکان یا بانئے جلسہ حفظ امن کا بھی ذمہ وار ہے۔ کیسی تجویز کرسکتے ہیں۔ آپ زینت محل کو بذمہ داری مولوی عبدالمجید صاحب منظور کریں۔ آپ کے واسطے زینت محل اور کوئی دیگر مکان دہلی کا سب برابر ہیں۔ مگر ایرانی صاحب نے اس کو منظور نہیں کیا جس میں ایک چال اور منصوبہ انسانی تہا۔ جو کہ بعد میں مجھے معلوم ہُوا۔ اور انشاء اللہ موقعہ پر اُس کا اظہار کرونگا) اس لئے یہہ عاجز رضامند ہوگیا۔ کہ ایرانی صاحب کو ہی اختیار تعین مکان و یوم دیا جاوے۔

قریب بارہ بجے دوپہر کے یہہ جلسہ برخاست ہُوا سب لوگ رخصت فریقین اپنے اپنے مکان پر چلے گئے۔ اور ۲۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو حسب قرار داد باہمی راقم الحروف احمدی نے مندرجہ ذیل رقعہ متضمن بشرائط مباحثہ لکھکر بعد مغرب سرائے میں ایرانی کے پاس بھیجا +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از عاجز امیدوار مغفرت گناہاں خفی و جلی۔ قاسم علی احمدی بخدمت جناب والا مرزا محمود صاحب ایرانی بابی واضح باد۔ کہ کل تاریخ ۱۲۔ جولائی ۱۹۰۶ء یوم شنبہ قبل دوپہر بمکان پادری احمد مسیح صاحب واعظ اسپیر پی۔ جی۔ مشن جو مجلس بغرض اظہار دعویٰ و عقاید و دلائل حضرت بہاء اللہ صاحب منعقد ہوئے تہے۔ آپ نے باوجود درخواست بار بار حضار مجلس کے اون عقاید و دعاوی کا کچھہ اظہار نہ فرمایا۔ اور سامعین کا وقت عزیز ضائع کرایا۔ بالآخر جناب سے بابو شیخ کرامت علیصاحب مجددی نقشبندی نے یہہ التجا کی۔ کہ آنجناب اس عاجز راقم الحروف احمدی سے اپنی دعاوی و دلائل میں تحریری گفتگو ایک جلسہ میں کریں۔ اور اس مباحثہ کی اشاعت کا ذمہ بھی بااوصاف موصوف نے خود اٹھایا تہا۔ اس پر جناب مولوی محمد عبدالمجید صاحب نے یہہ فرمایا۔ کہ اس گفتگو کے واسطے مکان زینت محل بذمہ داری خود یعنی فریقین کی حفظ آبرو کا ذمہ وار ہو کر میں دیتا ہوں مگر قبل از انعقاد جلسہ شرائط و ضوابط مناظرہ باہمی فریقین میں طے ہوجاویں۔ تاکہ گفتگو کے وقت کوئی دقت واقع نہ ہو۔ آنجناب نے جواباً فرمایا تہا۔ کہ گفتگو کرنی منظور ہے۔ الا تعین مکان و یوم میری مرضی پر منحصر ہوگا۔ باقی شرایط مناظرہ کو دیکھکر بلحاظ تسلیم یا انکار کرونگا۔ چونکہ درخواست شیخ کرامت علی صاحب آپ نے منظور فرمائی کہ اس لئے شرائط و قواعد مناظرہ بذریعہ عریضہ ہذا بغرض ملاحظہ و منظوری ارسال ہیں۔

(۱) فریقین ہرایک سوال و جواب تحریری پیش کرینگے زبانی تقریر قابل جواب نہ سمجھی جاویگی۔

(۲) ان تحریروں کو خواہ اپنی قلم سے لکہیں خواہ آپ دوسرے سے لکہوالیں۔ مگر میں خود اپنے ہاتھہ سے لکہوں گا۔ ہرایک تحریر پر فریقین کے دستخط معہ دو دیگر شہادتوں کے (جو بطور تصدیق ہونگی)

(۳) ہرایک فریق اپنی تحریر سوالی ہو۔ یا جوابی۔ بعد ثبت دستخط خود بحاضرین جلسہ کو سنادیگا۔ اور بعد سنانے کے تصدیقی دستخط ہوکر حوالہ فریق مقابل بغرض تحریر جواب کیجاویگی۔

(۴) ہرایک تحریر کے واسطے زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹہ ہوگا۔ اگر کوئی فریق اپنی تحریر سے نصف گھنٹہ کے اندر فارغ ہو جاوے۔ تو باقیماندہ وقت اس کو دوسری تحریر کے وقت اگر ضرورت ہوگی۔ تو جواب دیاجاویگا۔ یعنے جب چاہے اپنا باقیماندہ وقت تحریر کرنیکے لئے نہ کہ کسی زبانی تقریر کے لئے لے سکیگا۔

(۵) دو میر مجلس اور ایک صدر جلسہ ہوگا۔ فریقین اپنی اپنی جانب سے میر مجلس نامزد کرینگے۔ اور صدر جلسہ اُس کو ماننا ہوگا۔ جو بانئے جلسہ ہو۔ مثلاً اگر زینت محل میں یہہ جلسہ قرار پاوے۔ تو اوسکے بانی مولوی عبدالمجید صاحب سمجھے جاکر صدر قرار دئے جاوینگے۔ اگر کوئی مکان آپ تجویز کریں۔ تو اوس مکان کے متولی یا مالک بانی جلسہ اور صدر ہونگے۔ میر مجلس صاحبان اور صدر جلسہ کے فرائض مندرجہ ذیل ہیں۔ اس سے زاید اونکو کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔

الف۔ صرف انتظام جلسہ قایم رکہنا اونکا فرض ہوگا۔ فریقین کی گفتگو میں مداخلت کرنیکا کسی کو حق نہ ہوگا۔ اور حفظ امن کی ذمہ داری۔

ب۔ جو شخص باوجود مہری پینے جملہ شرایط مناظرہ کے گفتگو کو درمیان میں چھوڑ کر چلا جاوے۔ اس کو گریز یافتہ قرار دیکر فیصلہ تحریری بوجوہات گریز لکھدینگے۔

ج۔ جو فریق کسی شرط کی خلاف ورزی کریگا۔ بصورت عدم طلب معافی اس کو گریز یافتہ قرار دینگے۔

د۔ ہرایک تحریر پر میر مجلس صاحبان صدر جلسہ کو دستخط بطور تصدیق کرنے ہونگے۔ اور بعد اختتام مباحثہ فریقین کی تحریریں جمع کرکے بصورت کتاب نقل کراکر اپنی شہادت سے معہ چند دیگر حضار جلسہ کے دستخط سے مزین کرکے ایک ایک نقل فریقین کو دینگے۔ اور اصل تحریر اپنے پاس رکہینگے۔

ھ۔ فقرہ حرف الف کی پابندی صرف صدر جلسہ کے ذمہ ہے۔ اور باقی ہرسہ فقرہ جات کے پابند ہرسہ صاحبان یعنی میر مجلس و صدر ہونگے۔

و۔ قبل از انعقاد جلسہ بذریعہ ایک اشتہار مطبوعہ کے صدر جلسہ کی جانب سے یہہ مشتہر ہوگا۔ کہ مباحثہ تحریری فلان مقام میں فلان یوم و وقت مابین مرزا محمود صاحب ایرانی بابی و قاسم علی احمدی ہوگا۔

(۶) جب تک ایک مسئلہ طے نہ ہوجاوے۔ کوئی دوسرا مسئلہ بطریق خلط مبحث نہ شروع کیا جائیگا۔

(۷) سوائے فریقین کے کسی شخص کو خواہ میر مجلس ہوں۔ یا صدر جلسہ یا دیگر حضار مجلس بغیر اجازت فریقین مسائل متنازعہ میں داخل دینے کا بذریعہ تقریر یا تحریر کوئی حق نہ ہوگا۔

(۸) اوّلاً دعاوی حضرت بہاء اللہ صاحب کے آپ کو واضح الفاظ میں پیش کرنے ہونگے۔ تعین دعوئے کے بعد دلائل نقلی مسلمہ قصم کر ثبوت دینا ہوگا۔

(۹) میرا حق ہوگا۔ کہ جو چاہوں حضرت بہاء اللہ صاحب کے دعاوی وغیرہ کے متعلق تحریری سوال کے ذریعہ دریافت کروں۔ اور تحریری جواب پاؤں۔

(۱۰) دلائل کتب مندرجہ ذیل کے حسب مراتب کتب دینی ہونگے اوّلاً قرآن کریم سے استدلال کرنا ثانیاً احادیث صحیحہ سے ثالثاً آثار صحابہ سے۔ ان استدلالوں میں امورات ذیل کا لحاظ رہیگا کہ قرآن کریم کے اگر کسی لفظ میں معانی میں اختلاف ہو۔ تو اسکے رفع کے واسطے۔ اوّل۔ قرآن کریم سے ہی شواہدات پیش کئے جاویں۔ دوئم محاورات عرب سے۔ سوئم لغت عرب سے۔ جب کوئی تفسیر پیش کی جاوے۔ تو وہ آنحضرت صلعم کی حدیث صحیح مرفوع سے ہووے۔

ثانیاً کسی معتبر صحابی سے بسند صحیح - کوئی روایت جو خلاف قرآن ہو ہرگز قبول نہ کی جاویگی - خواہ کسی کتاب میں ہو خلاف ومعارض کسی آیت قرآن - ہرگز ہرگز قبول نہ ہوگی -

اثر صحابی - اگر صحیح احادیث یا آیات کے خلاف ومعارض ہو - تو قابل قبول نہ ہوگا -

تفسیر کا قول - اگر پیش کیا جاوے - تو بصورت عدم معارضہ کتاب وسنت وحدیث واثر صحابی ومحاورات عرب قابل قبول ہوگا ورنہ نہیں -

اوّل مرتبہ - کتب احادیث میں بخاری ومسلم کا ہوگا - اس کے بعد سنن اربعہ کا اسکے بعد دیگر کتب احادیث کا -

(۱۱) کوئی فریق اشارۃً یا کنایۃً یا صراحتاً کوئی کلمہ دل آزار خلاف تہذیب بغرض توہین فریق ثانی زبان یا قلم سے نہ نکالے

(۱۲) توریت وانجیل سے اگر کوئی استدلال کیا جاوے - تو بشرط مطابقت قرآن کریم قابل قبول وبصورت مخالفت مردود ہوگا - اور اگر نہ مخالف ہو - نہ مطابق تو اس میں روایتاً ودرایتاً گفتگو ہوکر قبول یا عدم قبول ہوگا -

(۱۳) آپ جو دعوے حضرت بہاء اللہ صاحب کا پیش کریں - یعنی رسالت کا یا نبوت کا یا مجددیت کا یا ولایت کا اوس کی معیار تصدیق وتکذیب بھی قرآن وحدیث سے پیش کریں -

(۱۴) بعد دلائل نقلی کے دلائل عقلی ومشاہدات ونظائر بھی پیش کرنے ہونگے -

(۱۵) ہرایک دعوے کا بار ثبوت آپ کے ذمہ ہوگا - کیونکہ مدعی آپ ہونگے - اس لئے کہ حضرت بہاء اللہ صاحب کا دعوے مقدم ہے - دعوے حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام سے -

(۱۶) اگر آپ کا دعوے ثابت ہوگیا - تو میں بغیر مزید گفتگو کے مرزا صاحب کے دعوے سے منکر ہوکر حضرت بہاء اللہ صاحب کے دعوے کو تسلیم کرلونگا - بصورت ثانی آپ کو اعتقاد بہائیہ سے دست بردار ہونا ہوگا -

(۱۷) جو دعوے آپ حضرت بہاء اللہ صاحب کی طرف سے پیش کریں - اوس کی ادعا کا ثبوت حضرت بہاء اللہ صاحب کی زبان یا قلم سے بیان کریں - نہ کہ اپنی جانب سے ورنہ دلائل بھی مدعی ہوں جو خود حضرت بہاء اللہ صاحب نے اپنی دعاوی پر پیش کئے ہیں -

(۱۸) اگر آپ اردو میں تحریر نہ کرسکیں - تو فارسی میں خود تحریر کریں - یا کسی دوسرے سے کرادیں - لیکن اوس کا ترجمہ حضار کو سنا دینا آپ کے ذمہ ہوگا -

(۱۹) بعد اختتام مباحثہ فریقین کی تحریرات کی نقل جو مصدقہ میر مجلس صاحبان وصدر جلسہ ہوگی - طبع کراکر شایع کی جاوینگی - اور کوئی حکم بغرض فیصلہ مسائل متنازعہ نہیں قرار دیا جاویگا - خود تحریرات فریقین سے ہر شخص نتیجہ نکال لیگا -

(۲۰) تعیین مکان ویوم ووقت آپ کی مرضی پر منحصر رکھا گیا ہے جس کی اطلاع آپ بہت جلد بعد قبولیت شرائط مندرجہ صدر اس عاجز کو دینگے -

یہہ شرائط ہیں - جو میں نے حتی الوسع نہایت انصاف کی نظر سے لکھی ہیں - اور فریقین پر اس کا اثر مساوی ہوگا - اگر کسی شرط میں ترمیم یا تنسیخ یا ایزادی آپ فرماویں - تو بعد غور کے میں بشرطیکہ وہ معقول ہووے - بلا عذر قبول کرونگا - والسلام علی من اتبع الھدیٰ

راقم نیاز مند عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دھلی
معروضہ ۲۲ جولائی یوم یکشنبہ

اس کے جواب میں ایک پرتعلّی مضمون کا مندرجہ ذیل رقعہ ایرانی صاحب کا موصول ہوا - جو بڑے مشورہ کے ساتھ ایک کمیٹی نے بحضور خاص کے مسودہ لکھواکر ایرانی زبان میں ادا کرایا جس میں ہرامر بیدلیل کا تحکمانہ اظہار ہے - اور ایرانی تہذیب کا بھی نمونہ معیار هوالله تعالیٰ

مخدومی ! خط شما رسید - درخصوص تعیین مجلس آنچہ نوشتہ بود - باعث طول وہمہ بکرارت بود - من از برائے ہمین مجالس وگفتگو از وطن مالوف آوارۂ ممالک بعید شدہ ام - اگر واقعاً شما ہم برائے ثبوت مقاصد ومدعاے خویش حاضرید من ہم حاضرم - وخیلے خوشحال - فردا بعد از مغرب درمنزل جناب مولوی عبدالحق صاحب مفسر حقانی در محلۂ بلی ماران مجلس برقرار خواہد شد - وہرکسے را من بتوانم خبر میدہم - وشما ہم امروز وفردا بذریعہ اشتہار یا بہم دیگر ہرکو بخواہید مردم را اطلاع دہید - وفرضاً ہمہ دہلی را ہم بخواہید جمع کنید - مختارید - ولے برائے من اگر دو نفر ہشیار عالم ہم کہ باشد کافی است - مضایقہ ندارد - آنچہ از شرائط لازم است - این است کہ اوّل

(۱) میر مجلس وصدر جلسہ معین باید شود - کہ آنہا برائے تصدیق وشہادت وانتظام جلسہ ومنع عموم از مداخلہ در صحبت وگفتگو ومنع طرفین از گریز وغلط مبحث مختار مطلق باشند -

(۲) تقریر وسوال وجواب طرفین تحریر شود -

(۳) طرفین ہریک بخط خود تحریر خود را بمیر مجلس وصدر جلسہ دادہ نقل نزد خود بدارد - ودستخط از ہمدیگر بگیرند - دگر اگرچنانچہ شما شرائط دیگر ہم دارید در شروع جلسہ پیش کنید - ہرگاہ میر مجلس وصدر انجمن منظور نمودند - البتہ من ہم قبول خواہم نمود - الابد ا خط گذشتہ شما دوم شب بوقت ہشت رسید تا دو روز من منتظر ماندہ بودم - دیگر این جواب را تاخیر ننمائید - اگر حاضرید خبر تا امشب برسانید - والا من معذور خواہم بود - کہ زیادہ براین اوقات خود را معطل نکنم ٭

محررہ حکیم میرزا محمود بہائی ایرانی

یہہ ہے - ناظرین حضرت بہاء اللہ صاحب کے وکیل اور فرقہ بہائیہ کے فاضل بیعدیل اور پیسہ اخبار کے عالم جلیل کا مضطربانہ جواب اور آپ کے پرتعلّی فقرات دو کہ من از برائے ہمین مجالس وگفتگو از وطن مالوف آوارہ ممالک بعیدہ شدہ ام - وفرضاً ہمہ دہلی را ہم بخواہید جمع کنید - مختارید " ولے برائے من دو نفر ہشیار عالم ہم کہ باشد - کافی است " اور آپ کی ایرانی تہذیب کا نمونہ کہ " خط شما رسید ... آنچہ نوشتہ بودید - باعث طول وہمہ بکرارت بود " جو محض دعوے بے دلیل ہے - کوئی ثبوت طوالت وبکررات کا نہیں دیا - اور آپ کا تحکم کہ " اگر واقعاً شما ہم برائے ثبوت مقاصد ومدعاے خویش حاضرید - من ہم حاضرم - خیلے خوشحال " یعنی اگر یہہ عاجز احمدی اپنے مقاصد ومدعاے کے اثبات کے لئے حاضر ہے - تو آپ بھی حاضر ہیں - ورنہ نہیں - اگرچہ ایسی مجالس وگفتگو کے واسطے آوارگی منظور فرمائی ہے - تمام دہلی کو بھی جمع کرلو - تو آپ کی طرف سے اجازت عام ہے - گو منزل مولوی عبدالحق صاحب دو صد نفر سے بھی زاید کے لئے کافی نہیں ہے - اور نہ اسقدر وقت کہ اشتہار لکھکر طبع بھی ہوجاوے - اور قبل از وقت " ہمہ دہلی را " اطلاع بھی ہوسکے - اور شرائط کا فیصلہ میر مجلس وصدر جلسہ فرما دینگے - گویا جن شرائط کو صدر جلسہ ومیر مجلس آپ کے لئے مناسب سمجھیں - اُن کو منظور فرما کر آپ گفتگو کرینگے - ورنہ نہیں " آوارہ ممالک بعیدہ ہونے " اپنے علم وفضل کے زعم پر اب آسرا تلاش کرتے ہیں - صدر جلسہ ومیر مجلس کا تو ایسا کبھی نہیں سنا گیا - کہ بحث تو ہو - زید وعمر کے باہمی اور شرائط بحث مقرر کریں - خالد وبکر - یہہ آپ کی قابلیت ومناظرہ دانی ہے - مگر جبر من نے ... تا بحانہ باید رسانید کے وجہ سے آپ کے ہی خط کو منظور کر کے مندرجہ ذیل جواب الجواب عرض کیا ہے -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از جانب عاجز قاسم علی احمدی بخدمت جناب مرزا محمود صاحب بابی - گذارش ہووے - کہ آپ کا نوازشنامہ بلا تاریخ ویوم بجواب عریضہ میرے مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۰۶ع - آج بعد بارہ بجے دوپہر کے پہنچا - کیفیت مندرجہ سے آگاہی ہوئی - میرے عریضہ کو آپ نے باعث طول ومکررات ... کر مجھکو ممنون فرمایا - اس کا فیصلہ اذہان سامعین پر رہیگا - وطن مالوف سے ایسی ہی جلسوں کے واسطے جناب کا آوارہ ممالک بعیدہ ہونا بغیر فرمانے آنجناب کے ہی اون مجلس ہا انصار دیار مختلف سے ظاہر ہے - جو آنجناب نے بڑے بڑے شہروں میں ہندوستان کے کی ہیں جن کا ادنیٰ ثبوت مقام دہلی کی مجالس ہیں - کیا جو شخص کسی خاص کام کے واسطے آوارہ ممالک بعیدہ ہوا کرتا ہے - وہ اس اہم ضرورت کے حاصل کرنے میں اپنے فرائض اسی طور سے ادا کرتا ہوگا - جیسا کہ آنجناب عرصہ دو سال سے ہندوستان کے مختلف بڑے بڑے شہروں میں ادا کررہے ہیں - لاہور - راولپنڈی کلکتہ - سیالکوٹ وغیرہ میں آپ نے کس قدر جلسے کر کے کتنی لاکھ مخلوق خدا کو اس امر کی صداقت کی شعاعیں پہونچائیں - جو سرزمین ایران پر طلوع ہوا تھا - اور جسکی خاطر آپ نے آوارگی ممالک بعیدہ کی قبول کی - قبل ازیں دہلی میں قریباً دو ماہ بلی ماراں میں آپ نے قیام فرمایا - اوس عرصہ میں کتنی بار حصول مقصد کے لئے اس آوارگی کے کام کو بذریعہ مجالس انجام دیا - میں نہیں سمجھتا - کہ اس دو سالہ آوارگی کا سوائے سیر وسیاحت وبلدپیمائی کے کونسا کارنامہ آپ کے پاس بطور ثبوت ومشاہدہ کے موجود ہے - کیا کوئی نظیر آپ مخالف کے سامنے ایسی پیش کرسکتے ہیں جس سے ادعا رسامی کہ " من از برائے ہمین مجالس وگفتگو از وطن مالوف آوارۂ ممالک

...تماہو جاوے ہرگز نہیں
...فرمایا ہے۔ کہ "در خط گذشتہ
...ب وقت ہشت رسید۔ تا دو روز من
منتظر مانده بودم" اسکا جواب یہہ ہے۔ کہ بروز
شنبہ بارہ بجے کے قریب یہہ عاجز اس مجلس
سے جو پادری احمد مسیح صاحب کے مکان پر
منعقد ہوئی تہی۔ واپس آیا۔ یکشنبہ کو آپ
کی خدمت میں بوقت ۸ بجے شب کے عریضہ
ارسال کردیا۔ یہہ اس قدر وقت نہیں گذرا
جسمیں آپ کو انتظار کی تکلیف گوارا کرنی
پڑتی۔ اور اگر واقعی آپ نے زحمت انتظار
اٹھائی ہے۔ تو اس کی معافی چاہتا ہوں۔
بعد ازین سر مطلب آکر عرض کرتا ہوں۔ کہ
آپ نے جناب مولوی عبد الحق صاحب
کا مکان اور یوم فردا بعد مغرب گفتگو
تعیین فرماکر تعیین دیگر امور رقم فرمائے ہیں جن
کو لازمی سمجہا ہے۔
(۱) میر مجلس وصدر جلسہ معین ہونا چاہئیے۔
جو تصدیق وشہادت وانتظام جلسہ واخلت
غیر در گفتگو منع طرفین انگیز وغلط ... وغیرہ
میں مختار مطلق ہوں۔
(۲) تقریر وسوال وجواب طرفین تحریری ہوں
(جو) فریقین خود تحریر کرکے نقل اپنی پاس رکہکر
میر مجلس صاحبان رکہکر اصل انکو دیدیں۔
سو جواباً التماس ہے۔ کہ مکان مولوی
عبد الحق صاحب میں انعقاد جلسہ مجہکو منظور
ہے۔ مگر اس شرط سے جو دہلی کے واسطے از
روئے قانون وانصاف ومصلحت نہایت
ضروری ہے۔ کہ مولوی عبد الحق صاحب اپنا
دستخطی رقعہ اس مضمون کا میرے نام کل ۱۲ بجے
سے قبل دوپہر تک بہیجدین۔ کہ "حسب درخواست
مرزا محمود صاحب بابی میں اپنا مکان اس
جلسہ بحث کے واسطے جو درمیان مرزا صاحب
ممدوح وقاسم علی ہوگا۔ خاص کرتا ہوں۔ اور
انتظام جلسہ وحفظ امن فریقین (یا آپ کو
اگر اطمینان ہے تو) صرف حفظ آبرو قاسم علی
معہ اُن کے ہمراہیاں کا ذمہ وار ہوں۔ قاسم
علی معہ احباب خود وقت مقررہ بجانب مرزا
محمود صاحب پر آجاویں" بعد آنے اس تحریری
دستخطی رقعہ مولوی صاحب کے بعد مغرب میں
حاضر ہوجاؤنگا۔
شرط اوّل کی بابت میں اپنی جانب سے
جو میر مجلس مقرر کرتا ہوں۔ اُن کا نام ڈاکٹر
محمد اسمٰعیل خان صاحب ہے۔ آپ اپنی جانب
[illegible]

بجے تک مطلع فرمادین۔ اور صدر جلسہ مولوی
عبد الحق صاحب ہونگے۔ جو بانی مجلس وصاحب
مکان ہیں۔ میر مجلس صاحبان وصدر جلسہ
کے اختیارات کا فیصلہ بہی حسب تحریر سابق
شروع جلسہ میں ہوجاویگا۔
شرط دوئم۔ تو میری پیش کردہ ہی ہے۔ جو
مسلّم ہے۔
شرط سوئم۔ کی بابت بہی مناسب تجویز حسب
قرارداد باہمی اوس وقت ہوجاویگی۔
رہا۔ دیگر شرائط کا فیصلہ بشرط منظوری صدر
انجمن ومیر مجلس آپ کو قبول ہوگا۔ ورنہ نہین
اس کا بہی تصفیہ حسب الارشاد آپ کے
شروع جلسہ میں ہوجاویگا۔ آیندہ جو تحریر ہو
بہ ثبت تاریخ ویوم لکہا کرین۔ والسلام
علی من اتبع الهدیٰ
عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی
۲۲ جولائی ۱۹۰۶ء دوشنبہ

حضرات۔ ناظرین دیکہئیے۔ عاجز نے
کس قدر ایرانی صاحب کی مہمان نوازی کا و
مسافر پروری کی ہے۔ کہ جہان تک ممکن تہا
اُن کی رضامندی ہر امر کے متعلق ملحوظ رکہی
ہے۔ کہ کسی طرح وہ اپنی میزبان سے ناراض
ہوکر ایران کو نہ سدہارین۔ مگر دلئے برحال ایرانی
کہ کسی بات پر بہی قایم نہ ہوا۔ اور بجواب اس
عریضہ کے مندرجہ ذیل رقعہ میرے نام بہیجا۔
هو الله۔ دوست من ما نامہ شما کہ بدایتاً
شرحی از سفر دہلی ومسافرت دو سالہ پنجاب
فانی داشت رسید۔ جناب اسفر دہلی من کمتر
از مسافرت شما منتج ومؤثر نبوده۔ کہ آن قدر
عرب ها در شهر اندا ختید۔ واز پنجاب تا ہندوستان
کوس نحن الموعود کوبیدید۔ آخر الامر خروج دخول
دہلی نتیجہ بخشا ہے مردمان مشہود ومعلوم نگردید
دیگر از سفر دہلی من چہ توقع دارید۔ عنقریب
نتیجہ واثر این سفر دو سالہ پنجاب من چون ثعبان
مبین شود۔ وخیال اوہام بیست سالہ شمارا
بیامرد۔ هذا وعد غیر مکذوب۔
دیگر در خصوص شرائط مجلس ہمانست۔ کہ
یوم دوشنبہ مجملاً ومختصراً نگاشتم۔ لدی الحضور
میر مجلس وصدر جلسہ انتخاب خواہد شد و شرائط
غیر از آنچہ قبلاً نوشتم۔ معلق بقبول میر مجلس وصدر
جلسہ است۔ باقی مطلبے کہ قابل تحریر باشد
نہ۔ والسلام علی من اتبع الهدیٰ۔ ودر
خصوص اجازہ زمان ومکان جناب مولوی
عبد الحق صاحب در صفحہ آخری ملاحظہ نمائید کہ چہ قوم
تا ... وبانع عذر شما شود ... دا

بعد مغرب حاضر شود۔ حرره حکیم میرزا محمود
ایرانی بہائی۔ ۲ شنبہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۶ء
نقل تحریر مولوی عبد الحق صاحب دہلوی مفسر تفسیر
حقانی ظہری رقعہ میرزا محمود ایرانی
جناب من۔ مین بخوشی خاطر اجازت دیتا
ہوں۔ کہ بعد نماز مغرب روز چہارشنبہ
۲۵ جولائی کو غریب خانے پر مناظرہ کے لئے
تشریف رکہیں۔ مگر وہ اشخاص جن سے احتمال
فساد ہوگا۔ اوٹہا دئے جائینگے۔ آج شب
کو انجمن ہدایت الاسلام کا جلسہ ہے اس
لئے کل پر محمول کیا گیا۔ ابو محمد عبد الحق ۲۴
جولائی سہ شنبہ۔

اَیُّھَا النَّاظِرِین۔ آپ نے ایرانی تحریر
معہ اجازت نامہ مولوی صاحب کے ملاحظہ
فرمائے۔ آپ فرمادین توسہی۔ کہ کیا یہہ میرے
خط کا باصواب جواب ہے۔ اور اجازت نامہ
میری منشاء کے مطابق تحریر فرمایا ہے ہرگز
نہیں۔
ایرانی صاحب سے میں عملی ثبوت اس
دعوے بیدلیل کا کہ "من از برائے ہمین
مجالس وگفتگو از وطن مالوف آوارہ ممالک
بعیدہ شدہ ام" مانگتا ہوں۔ آپ اوس کے
جواب میں فرماتے ہیں "عنقریب نتیجہ و
اثر این سفر دو سالہ پنجاب من چون ثعبان
مبین شود" سبحان الله کیا بدیہی ثبوت
آپ نے پیش کیا ہے۔ جیسا کہ بعض علماء
اہل حدیث مسیح علیہ السلام کے آسمان سے
آنیکے ثبوت میں لکہتے ہیں۔ وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ
یعنی قرآن میں الله تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسیح
کا نزول قیامت کی نشانی ہے۔ اور یہہ جواب
خدا تعالیٰ کا منکرین قیامت موجودہ زمان
محمد صلعم کو دیا گیا ہے۔ کہ تم جو انکار قیامت
کرتے ہو۔ اوس کے آنیکی دلیل کو مسیح ابن مریم
ہے۔ کیا تعجب نامہ ہے۔ کہ منکرین قیامت
تو آج انکار کر رہے ہیں۔ اور دلیل اون کو
وجود قیامت کی ایسی دیجاتی ہے۔ کہ جو خود
ہنوز محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ اور بالفرض
اگر صحیح بہی ہو۔ تو اوس دلیل کا وجود خدا جانے
کس زمانہ میں ہوگا۔ مگر منکر آج ہی مان لیوے
کہ بیشک وجود قیامت کی یہہ زبردست دلیل ہے۔
کہ مسیح ابن مریم آسمان سے اتریگا۔ خواہ
کسے زمانہ میں ہو۔ ایسا ہی ایرانی صاحب
کا جواب ہے۔ کہ عنقریب میرے دو سالہ
سفر کا نتیجہ "چون ثعبان مبین شود" میں آپ
سے اون جلسوں اور مناظروں کی تفصیل پوچہتا

ہوں۔ جو آپ نے پنجاب کے بڑے بڑے شہروں
میں اس دو سال میں کئے ہیں جس سے آپکا
یہہ دعوے عملاً ثابت ہوتا کہ بیشک آپ ایسے
جلسوں اور گفتگوؤں کے واسطے آوارہ ہوئے ہیں
آپ اثر ونتائج سفر کا بیان کر رہے ہیں۔
اور وہ بہی محض خیالی جس کا وعدہ آیندہ
پورا ہوکر دلیل کہلانے کا مستحق ہوگا یہیں تک
آپ کی سخن فہمی ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ ہماری
سفروں کو جو غالباً حضرت اقدس مسیح موعود
علیہ السلام کے سفر دہلی سے مراد ہے۔
ورنہ میں نے تو کوئی سفر اس غرض کے واسطے
جس کے آپ مدعی ہیں۔ آجتک کیا نہیں پیش
کرکے فرماتے ہیں "سفر دہلی من کمتر از مسافرت
شما منتج ومؤثر نبوده" مسافرت مسیح الزمان کے
نتائج آپ کو سرائے احمد پاسی میں اور مشن عیسائی
میں کیسے معلوم ہوتے۔ لاہور کا سفر تو آپ نے
خود ملاحظہ فرمایا تہا۔ کہ کس قدر منتج ومؤثر رہا۔
کس قدر لوگ بیعت امام الزمان میں داخل
ہوئے۔ پہر سیالکوٹ وجہلم کے سفر آپ اخبارات
میں پڑہیں۔ صدہا لوگوں نے آپ کو مسیح موعود
تسلیم کرکے بیعت کرلی۔ اس کے مقابلہ میں متواتر
دو سالہ آوارگی میں جن لوگوں نے بہاء الله جیسا
کو مسیح یا مہدی یا جو کچہہ بہی آپ ان کو کہتے ہیں
مان کر اظہار کیا ہو۔ اُنکا کچہہ پتہ دیا ہوتا۔ رہا
حضرت اقدس کا سفر دہلی وہ دو دفعہ ہوا ہے۔
اوّل اس زمانہ میں جب کہ آپ نے ہند میں قدم
نہیں لیا تہا۔ اوس کی حالات محض نابینا ایند
کمپنی کے زبانی سنکر آپ نے صحیح جان لئے۔
تو اپنے نفس پر ظلم کیا۔ اور اگر آپ نے پوری
تحقیق کے بعد معلوم کرکے لکہا ہے۔ تو سراسر
کذب ہے۔ جو لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن سے
ڈرنا چاہئیے تہا۔ سفر دوم دہلی کا بغرض تبلیغ
نہ تہا۔ اور نہ کوئی جلسہ دہلی میں ہوا۔ مگر تاہم اس
سفر میں جو قریباً دس بارہ یوم کا تہا۔ چالیس
آدمیوں تک بیعت میں داخل ہوئے۔ اور اب
ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔ برائے مہربانی آپ
نے بہاء الله صاحب کے سفروں کا کچہہ تذکرہ
فرمایا تہا۔ کہ کیسے منتج ومؤثر ہوئے۔ الغرض میں
پوچہتا کچہہ ہوں۔ اور آپ جواب کچہہ دیتے
ہیں۔ بقول مشہور۔ "من چہ میگویم۔ وطنبورہ
من چہ می سراید"۔ پہر میں نے جو رقعہ مولوی
عبد الحق کا طلب کیا تہا۔ اوس کی عبارت
لکہدی تہی۔ چاہئیے تہا۔ کہ وہ عبارت اگر نہ
لکہتے۔ تو اوس کا تمام مفہوم اپنے الفاظ میں ادا
کردیتے۔ مگر ایسا نہیں کیا۔ نہ اوس میں حفاظت

کا ذمہ نہ یہہ کہ کسی کی درخواست پر آپ نے مکان مناظرہ کے واسطے دیاہے نہ اُس میں کسی کا نام لکھا ہے۔ کہ کس کو آپ مناظرہ کے لیئے آپکی اجازت دیتے ہیں۔ الغرض باوجود ان تمام بے عنوانیوں کے اس عاجز نے طول نہیں دیا۔ اور وہاں جانا منظور کرکے ذیل کا اطلاعی اور آخری رقعہ ان کے جواب میں بہیجدیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

از احقر العباد قاسم علی احمدی بخدمت جناب مرزا محمود صاحب بابی بہائی۔ والسّلام علیٰ عباد اللہ الصالحین۔ نوازشنامہ سامی معہ اجازت نامہ مولوی عبدالحق صاحب بتقرر یوم مباحثہ ۲۵۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ع بوقت شب بعد مغرب۔ آج موصول ہوا۔ انشاءاللہ یہہ عاجز وقت مقررہ پر حاضر ہوجاویگا شرایط مباحثہ جو بجہہ عریضہ اوّل مورخہ ۲۲۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ع میں تحریر کرچکا ہوں۔ اوّل اُون میں گفتگو ہوگی۔ بعد تصفیہ شرایط مباحثہ شروع کیا جائیگا۔ باقی امور مندرجہ خط سامی کا فیصلہ بہی قبل از مباحثہ ہو رہیگا میر مجلس لا محالہ فریقین کے اپنے اپنے انتخاب سے ہونگے اور صدر جلسہ بانی جلسہ و مالک مکان سمجہے جاوینگے۔ میری جانب سے ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خاں صاحب میر مجلس ہیں۔ آپ اپنے میر مجلس صاحب کو سر جلسہ منتخب کرسکتے ہیں۔ آپنے شرایط کا از سر نو تجویز کرنا چاہا اس کی بابت بہی بر سر موقعہ مباحثہ عرض کرونگا۔ والسّلام

عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی۔
۲۴۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ع یوم سہ شنبہ

بعد اس قرار داد باہمی کے یہہ عاجز معہ اخویم ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب و مستری قادر بخش صاحب و چوہدری فتح محمد خان صاحب کنٹرکٹر و مستری عظیم بخش صاحب و عبداللہ خان صاحب بعد مغرب مولوی عبدالحق صاحب کے مکان پر پہونچا۔ وہاں تخمیناً تیس چالیس آدمیوں کے جمع تہے۔ اور مسٹر محمود ایرانی مع مسٹر احمد مسیح پادری اپنے رفیق و نابینا اینڈ کمپنی کے بہی اوس میں موجود تہے۔ تہوڑی دیر بعد مولوی عبدالحق صاحب کہانا تناول فرما کر تشریف لائے۔ اور ذیل کی گفتگو فرمائی

مولوی عبدالحق صاحب۔ سب آگئے ہیں۔

حاضرین۔ جناب سب موجود ہیں۔

مولوی صاحب۔ کون کون صاحب مناظرہ ہیں۔

ایک شخص۔ مرزا محمود صاحب ایرانی۔ اور قاسم علی صاحب قادیانی۔ (گویا مولوی صاحب کو اس سے پہلے مطلق اس کا علم نہیں تہا۔ حالانکہ پورا علم تہا)

مولوی صاحب۔ قبل از گفتگو میں یہہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کس مسئلہ میں نزاع ہے جس میں مناظرہ ہوگا۔

عاجز احمدی۔ تمام گذشتہ بیان جس کی بنا پر یہہ جلسہ قرار پایا تہا۔ ظاہر کرکے احمد مسیح کی شہادت دلواکر کہ ہاں یہہ واقعات صحیح ہیں۔ عرض کیا۔ کہ مرزا محمود ایرانی اپنے عقاید و دعاوی معہ دلائل بیان کرینگے۔ اُن میں جرح قدح میں کرونگا۔ کیونکہ آپ مدعی ہیں۔ ماموریت بہاء اللہ صاحب کے

ایرانی۔ میں مدعی نہیں ہوں۔ بلکہ یہہ خود مدعی مسیحیت مرزا صاحب قادیانی کے ہیں یہہ اپنا دعوے بیان کرینگے۔ میں جرح کرونگا۔ کیونکہ یہہ برمکان احمد مسیح کہہ چکے ہیں کہ میں تمہارا مد مقابل ہوں۔ مجہہ سے گفتگو کرو۔ اور بڑے جوش سے۔ انہوں نے اس کا اقرار کیا تہا۔

احمدی۔ مد مقابل ہونا شے دیگر ہے۔ اور مدعی بننا کچہہ۔ اور مد مقابل ہونے سے مجہکو اب بہی انکار نہیں۔ مد مقابل اوس کو کہتے ہیں۔ جو فریق ثانی مناظرہ و مباحثہ کرتا ہے مقابلہ کرتا ہے۔ نہ کہ مدعی کو خصوصیت کے ساتہہ۔

مولوی صاحب۔ فریقین گریز کرتے ہیں اور مدعی بننے سے انکار فیصلہ کیونکر ہو۔

احمدی۔ واقعات گذشتہ جس کی بنا پر یہہ جلسہ قرار پایا۔ بشہادت پادری احمد مسیح آپ سن چکے۔ کہ محض بغرض سماعت دعوے ایرانی یہہ نوبت آپ تک پہنچی۔ اور فریقین کا گریز محض عدم تدبر واقعات سے آپنے سمجہا۔ اس کا فیصلہ آسان اور باقاعدہ اصلح ہوگا۔ کہ اوّل آپ میرا وہ خط پڑہیں۔ جو بابت شرایط باہمی لکہکر بہیجا گیا ہے۔ بعد فیصلہ شرایط اور کوئی گفتگو ہوگی۔ اور یہہ جملہ امور شرائط میں اول لکہہ چکا ہوں۔ اس پر خط مورخہ ۲۲۔ جولائی جو متضمن بشرایط مناظرہ تہا۔ پڑہکر سنایا گیا۔ جس وقت فرائض صدر جلسہ و میر مجلس صاحبان کے پڑہے گئے۔ تو مولوی صاحب نے اعتراض ذیل کیا۔

مولوی صاحب۔ کیا صدر انجمن بعض لوگوں کو شور و غل سے منع کرتا رہیگا۔ اور اُس کا کچہہ اختیار نہیں۔ جیسے دیگر عوام الناس ہونگے ویسا ہے۔ وہ بہی ایک عامی سامعین میں سے ہوگا۔ تو بحث فضول نتیجہ ہیچ تضیع اوقات ہے۔

ایرانی۔ مجہکو منظور نہیں ہے۔ کہ صدر انجمن صرف اتنے ہی اختیار کا ہو۔ کہ انتظام جلسہ رکہے۔ بلکہ ہر ایک منازعت کا فیصلہ کرے خلط بحث نہ ہونے دے۔ غرض میری جانب سے جمیع امور آپ یعنی صدر جلسہ مختار مطلق ہیں۔ جیسا کہ میں اپنے جوابی خط میں لکہہ چکا ہوں۔ اب جوابی خط پڑہا گیا۔ جو بلا تاریخ و یوم ایرانی نے بہیجا تہا۔

مولوی صاحب۔ خط ایرانی سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمانے لگے۔ بیشک یہہ جملہ اختیارات خلط بحث و فیصلہ معانی مختلفہ و بحث حقیقت و مجاز و استعارہ میں صدر جلسہ کو پورا اختیار حاصل ہو۔ کہ جس فریق کو مطابق کتب مسلمہ کے پادی ڈگری دے۔

احمد مسیح نابینا۔ بیشک ایسا ہونا ضروری ہے۔ بغیر کل اختیارات صدر جلسہ کے بے نتیجہ بحث ہوگی۔

احمدی۔ (مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر) یہہ ظاہر ہے۔ کہ فریقین اپنے دلائل نقلی مسلمات خصم سے دینگے۔ اور جو لفظ از روئے معانی مشترکہ ہوگا۔ یا مجاز و استعارہ بتلایا جاویگا محض اپنی تخیل سے یہہ بیان نہ ہوگا۔ بلکہ شواہدات و نظائر و لغت و محاورات عرب سے ہی ثبوت دیا جاویگا جس کا ثبوت اس کے خلاف ہوگا۔ وہ مردود ہوگا۔ ایسی صورت میں اختلاف معانی کا فیصلہ صدر جلسہ کیا بذریعہ الہام کے کرینگے۔ یا انہیں ذرائع سے؟ ظاہر ہے۔ کہ صدر جلسہ آپ ہوں۔ یا کوئی دیگر صاحب۔ وہ بہی ایسے ثبوت بتلاکر فیصلہ دینگے۔ پہر کسواسطے صدر جلسہ اختلاف معانی کا فیصلہ کرنے میں مختار مطلق کیا جاوے۔

مولوی صاحب۔ بیشک یہہ درست ہو کہ صدر جلسہ جو فیصلہ خلط بحث و اختلاف معانی کا دیگا۔ بدلائل سمجہا کر کتب مسلمہ سے دکہلا کر کہدیگا۔ کہ فلاں کا دعوے معانی الفاظ میں صحیح ہے۔ نہ کہ وہ محض تحکماً بے دلیل فیصلہ کرے۔ غرضیکہ بڑی لمبی بحث کے بعد یہہ ہی منظور کرلیا گیا۔ کہ خلط بحث و اختلاف معانی کا فیصلہ بدلائل لکہکر دینے کا اختیار بہی۔ صدر جلسہ کو دیدیا جاوے۔

احمدی۔ خیر اگرچہ اس اختیار کی ضرورت نہ تہی۔ مگر قطع بحث کے واسطے میں منظور کر لیتا ہوں۔ کہ جو فیصلہ آپ یا کوئی صدر جلسہ خلط بحث و اختلاف معانی میں بدلائل دینگے۔ منظور کرلیا جاویگا۔ الا مسائل متنازعہ فیہ میں کوئی فیصلہ دینے کا اونکو اختیار نہ ہوگا۔

۲۵۔ جولائی سنہ ۱۹۰۶ع کو بعد مغرب

یہاں تک گفتگو ہوکر جس میں دس بجے سے زاید وقت شب گذر چکا تہا۔ دوسرا مسئلہ تعین میر مجلس کا قرار پایا۔ چونکہ قبل ازیں۔ ناظرین ملاحظہ کرچکے ہیں۔ کہ اخویم ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب میری جانب سے میر مجلس تہے۔ اب میر مجلس کا تعین فقط فریق ثانی کی جانب سے ہونا چاہیئے تہا۔ پہر یہہ مسئلہ کیوں پیش ہوا۔ یہہ اسلیئے کہ اختیارات صدر جلسہ زاید ہوگئے۔ کچہہ مداخلت بحث میں بہی اونکو کرنے کا اختیار دیا گیا۔ اس لیئے ضرورت سمجہی گئی۔ کہ میر مجلس بہی عربی دان ہوں۔ اور ہر سہ میر مجلس و صدر جلسہ کا متفقہ فیصلہ ایسے منازعت میں جو خلط بحث و اختلاف معانی کے باعث ہوا۔ واجب القبول ہوگا۔ پس جلسہ امروزہ اس پر قایم ہوا۔ کہ فریقین صدر جلسہ بہی جسکو چاہیں مقرر کریں۔ اور میر مجلس ہی صبح بہجار کرنا منظور کرکے کل آکر بتلادیں۔ اور شرایط مباحثہ بہی بمواجہ میر مجلس صاحبان و صدر جلسہ طے ہونگے۔

جلسہ دوم ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۰۶ع

بعد مغرب نیاز مند بہی بہمراہی اخویم مستری عظیم بخش صاحب و چوہدری فتح محمد خان صاحب مکان جلسہ میں پہنچے۔ تو وہاں مرزا صاحب ایرانی کو مع چند دیگر صاحبان کے موجود پایا۔ جو تقاویر بہائی ساخت ولایت دکہلا رہے تہے۔ بعد الفراغ از تماشا تہا دیر مولوی عبدالحق صاحب نے فرمایا۔ کہ کونصاحب کو آپ میر مجلس تجویز کرتے ہیں

احمدی۔ میری جانب سے میر مجلس مرکہ سے آدمینگے۔ اور بوجہ ملازمت وہ اتوار سے قبل نہیں آسکتے۔

مولوی صاحب۔ اچھی بات کچھ حرج نہیں۔ ایرانی سے مخاطب ہوکر کہا دوروز بعد ان کے میر مجلس لینگے۔ آپ کو دوروز انتظار کرنا پڑیگا

ایرانی۔ خیر میں تو اس کام کے واسطے ماہ و سال ٹھیر سکتا ہوں۔ مگر میرا ہمراہی بیمار ہے۔ اوس کو دہلی کی آب و ہوا موافق نہیں۔ اس لئے تعجیل کر و میری جانب سے میر مجلس مولوی کفایت اللہ صاحب ہیں۔

احمدی۔ میر مجلس جو میرٹھ سے آوینگے۔ وہ بوجہ ملازمت بار بار نہیں آسکتے۔ اون کو اوس جلسہ پر آنا ضروری ہوگا۔ جس میں اصل گفتگو شروع ہو جاوے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ شرائط کا فیصلہ تو اسے پہلے ہوکر صرف جلسہ بحث ہی باقی رہے۔ ورنہ اتوار کا جلسہ بھی اگر طے شرائط میں گذر گیا۔ تو پھر اتوار آئندہ تک ملتوی رہیگا۔

آج کے جلسہ میں اتفاق سے جناب حکیم رضی الدین خان صاحب خلف الرشید جناب حکیم ظہیر الدین خان صاحب آنریری مجسٹریٹ دہلی بھی رونق افروز تھے۔ انہوں نے باجازت مولوی صاحب و فریقین اپنی رائے کا اظہار مندرجہ ذیل کیا۔

حکیم رضی الدین خان صاحب۔ میری رائے میں جو بے غرض اور آزادی کے ساتھ ہے۔ کیونکہ میں فریقین سے اسوقت تک ناآشنا ہوں۔ یہہ مناسب ہے۔ کہ شرائط مناظرہ اسی وقت اسی جلسہ میں جسمیں حضرت مولوی عبدالحق صاحب اور مولوی کفایت اللہ صاحب و دیگر چند مولوی صاحبان مدرسہ امینیہ وغیرہ موجود ہیں طے ہو جاویں۔ تاکہ آسانی سے جلسہ ثانی ہو جاوے اور فیصلہ معانی کے واسطے ضرور صدر جلسہ کو اختیارات ہونے مناسب ہیں۔

احمدی۔ بیشک اسیوقت طے فرمالئے جاویں۔ بالکل شرائط لکھکر اول ہی دے چکا ہوں۔ اُس کو ملاحظہ فرما کر تصفیہ شرائط ہو جاوے۔ اور پہلے اس شرط کا فیصلہ ہوکر مرزا صاحب ایرانی اپنا دعوے پیش کرینگے یا نہیں۔

لے یہہ مولوی کفایت اللہ صاحب وہ حضرت ہیں جنہوں نے ایک ماہوار رسالہ البرھان شاہجہانپور سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف نکالنا شروع کیا تھا جو چھ سات نمبر نکل کر خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہو گیا۔ کسیقدر مالی نقصان ایڈیٹر صاحب موصوف کا ہوا۔ اور قوم سے کچھ امداد نہ ملی۔ نصرت الٰہی شامل حال نہ ہوئی۔ کیونکہ اگر یہہ ماہوار بغرض تائید دین الٰہی ہوتا تو فضل الٰہی شامل حال ہو کر یہ اللہ وہ فرحت ترقی پکڑتا۔ اور کامیاب ہوتا۔ مگر چونکہ اس کے چندہ میں ہی بدنیتی تھی۔ تو خود بخود لپیٹا گیا۔ اور ایسے ایسے کی احمق کے مقابلہ میں منہ در منہ ہوتا۔ اصل ...احمدی میں گیا۔ اس کا جواب مولوی سید محمد احسن صاحب نے الفرقان

ایرانی۔ میں اپنا دعوے نہیں پیش کرونگا کیونکہ اوّل تحریر برائے مباحثہ احمدی کی جانب سے آئی ہے۔ میں نے کوئی تحریر بحث کرنے کو نہیں بھیجی۔

احمدی۔ میری تحریر بعد منظوری مباحثہ جو بر مکان احمد مسیح صاحب ہو چکی تھی متضمن بشرائط مباحثہ پہونچی تھی۔ اس تحریر سے یہہ لازم نہیں آگیا۔ کہ آپ دعوے نہ پیش کریں۔ آپ ہی ایران سے "از بہر ہمین مجالس و گفتگو آوردہ ممالک بعیدہ شدہ آید" ذکر میں۔ آپ کا دعوے مقدم ہے۔ دعوے مرزا صاحب علیہ السلام سے۔ آپکے پاس کوئی کتاب جامع ایسی نہیں جس سے ہر شخص آپ کے مذہب سے واقفیت پیدا کرے۔ آپ ہر شہر میں ایسی ترویج عقاید خود کے واسطے پھرتے ہیں۔ یہہ جلسہ محض آپ کی دعاوی کی بیان کرنیکے واسطے بطور مباحثہ قرار پایا ہے۔ پس اب یا تو انکار کریں۔ کہ میں اس جلسہ میں اوّل اپنا دعوے نہیں پیش کرسکتا یا یہ کہ میرا کوئی دعوے نہیں۔ اوس کے بعد ہم دوسرا جلسہ کرکے اپنا دعویٰ پیش کرینگے۔ اور آپ کو جرح کرنیکا اختیار دیا جاویگا۔

حکیم رضی الدین خانصاحب۔ میری رائے میں مرزا محمود صاحب ایرانی۔ چونکہ ایران سے محض اسی غرض کے واسطے ہندوستان میں تشریف لائے ہیں۔ کہ اہل ہند کو اپنے مذہب کو سُنا کر منوائیں۔ تو بغیر کسی ایسی شرط کے کہ مثلاً زید اگر اپنے عقاید بیان کرے۔ تو میں بھی کرونگا۔ ورنہ نہیں۔ انکو علی الاعلان اپنی دعاوی و دلائل کا بیان کرنا ضروری ہے۔ اور ہر شخص کو اس پر جرح کرنے کا حق دینا انصاف پر مبنی ہے۔ لہذا مرزا صاحب ایرانی اس جلسہ آئندہ میں جو اتوار کو ہوگا۔ اپنے دعاوی و عقاید بیان فرماویں۔ ہم سب اہل دہلی سُنینگے۔ اور ہماری جانب سے قاسم علی صاحب احمدی وکیل ہوکر آپ کے عقاید پر جرح کرینگے۔ ...... اور مولوی عبدالحق صاحب اور میر مجلس صاحب صرف اس امر کا فیصلہ دینگے۔ کہ آپ نے جو دعوے بیان کیا۔ اوس کے مطابق دلیل بھی دیدی۔ اور احمدی صاحب نے جو جرح کی وہ معقول ہے یا نامعقول۔ اور اس جرح کو آپ نے اوٹھا دیا۔ باقی مسائل و عقاید کے متعلق کوئی حق یا ناحق ہونے کا فیصلہ نہیں ہوگا۔

مولوی صاحب۔ جاؤ صاحب۔ فیصلہ ہو گیا۔ اب آپ میر مجلس یہاں سے ہی کسی کو مقرر کرو۔ کیونکہ اس وقت تم مدعی نہیں ہو۔ بلکہ حاجت اس کی ضرورت نہیں۔ کہ ہم عقیدہ آپکا ہی میر مجلس ہو۔ جب تم مدعی بنوگے۔ تو اُسوقت دوسرا میر مجلس جو اپنا ہم عقیدہ ہو۔ مقرر کرلینا۔

احمدی۔ میر مجلس کی ضرورت ہمکو بیشک اسی وقت ہوگی۔ جب کہ ہم اپنا دعوے پیش کرینگے اور آپ کو ایرانی صاحب نے اپنی طرف سے بہمہ وجوہ مختار مطلق کر دیا ہوا ہے۔ اس لئے آپ ہی سردست کافی ہیں۔ میر مجلس اور صدر آپ ہی ہیں۔ اور اگر ایسا نہیں۔ تو اس جلسہ کے واسطے میرے میر مجلس تو ڈاکٹر صاحب ہی ہیں۔ ایرانی کے مولوی کفایت اللہ۔ صدر جلسہ آپ مناظرہ شروع کرنے کو وقت و دن مقرر ہو جاوے۔

ایرانی۔ مجھے حکیم صاحب کا فیصلہ منظور نہیں کیونکہ آپ نہ صدر ہیں نہ میر مجلس آپ کو کوئی حق فیصلہ نہیں۔ اور نہ مجھے آپ کی رائے کا ماننا واجب۔ میں مدعی نہیں ہوں۔ اور اپنا دعوے اوّل نہیں پیش کرونگا۔ خط اوّل جس نے لکھا ہے۔ وہ ہی۔ اپنا دعوے پیش کرے (ناظرین حالانکہ مولوی عبدالحق صاحب نے جنکو ایرانی نے مختار مطلق کر رکھا تھا۔ یہی مان لیا۔ کہ ایرانی اپنا دعوے حسب فیصلہ حکیم صاحب پیش کرے۔ اور قاسم علی جرح کرے۔ جب بھی تو مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ اس وقت ہم عقیدہ میر مجلس کی کوئی ضرورت نہیں کسیکو مقرر کرلو جب تم مدعی بنوگے۔ کوئی ہم عقیدہ میر مجلس کرلینا۔ مگر ایرانی صاحب نے گریز کیا)

مولوی صاحب۔ میں مختصر فیصلہ کردوں۔ سنئے۔ (راقم ہذا سے خطاب کرکے) آپ حضرت آرام سے گھر بیٹھئے۔ جب برسات گذر جاوے۔ اور ایرانی صاحب پھر آوینگے۔ پھر دیکھ لینا۔ اسوقت تو وہ مریض کو لیجاینگے مدعی نہیں بنتے (ایرانی سے مخاطب ہوکر) آپ کل اپنے مریض ہمراہی کو لے کر سدھار جائیے۔ جب آرام ہو جاوے پھر آجانا چلو فیصلہ شد۔

حکیم رضی الدین صاحب۔ بھی یہہ فیصلہ دو حرفہ سنکر اور یہہ سمجھکر کہ ایرانی واقعی گریز کرتا ہے ا اہلہ پھرتے ہوئے۔ اور چلو جلسہ برخاست

صبح کو اگلے دن ایرانی بیچارہ پھر مولوی صاحب عبدالحق کے پاس گیا۔ کہ آپ نے یہہ دو حرفہ فیصلہ لے حکیم صاحب سنکر کر دیا ہے جس سے مجھے گریز یافتہ احمدی قرار دیتے ہیں۔ آپ از سر نو اس مناظرہ کا بعد شرائط طے سیلے کی انعقاد کا حکم دیں۔ مگر افسوس کہ مولوی صاحب نے نہ مانا۔ سمجھا کر تم کسی اور کو صدر وغیرہ مان کر گفتگو کرتے رہو۔ مجھے معاف کرو

اس کے بعد بروز جمعہ یہہ عاجز ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب ایرانی کے پاس بر مکان احمد مسیح اہو گئے۔ اور کہا کہ آپ اگر گفتگو کرنے سے ڈرتے ہیں۔ تو بلا کسی مداخلت غیری کے ایک جلسہ میں اپنی دعاوی و دلائل و عقاید تو بیان کرو جس سے عوام و خواص مطلع ہو جاویں۔ اگر یہہ بھی نہیں کرتے۔ تو کوئی کتاب عقاید بابیہ کے جن میں دعوے و دلائل آپ کے مذہب کے درج ہوں دیجئے۔ قیمت ہم سے لیجئے۔ اگر آپ کے پاس کتاب ہی نہیں۔ تو ہمکو پتہ اپنی قلم سے لکھدیجئے ہم وہ کتابیں قیمت طلب پارسل کے ذریعے منگالیں۔ مگر ایرانی صاحب نے سو کا ایک ہی جواب دیا۔ کہ جلسہ دہلی میں ہونا مشکل ہے ٹون ہال میں اجازت جلسہ ملنی مشکل دوسری جگہ جلسہ کرنا کرنا منظور نہیں ہے۔ کتب مذہبی نہ میرے پاس ہیں۔ نہ کوئی ایسی جامع کتاب ہے جس میں دلائل و دعویٰ و عقاید جمع ہوں نہ قیمتاً کسی جگہ سے مل سکتی ہے۔ چلو فیصلہ شد

اب آخر میں ہم احمد مسیح رفیق ایرانی کو اور نابینا اینڈ کمپنی کے ممبران کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اپنے رفیق کو پبلک کے سامنے ہمارے ساتھ مباحثہ کرنے کے لئے پیش کریں۔ کہ وہ اپنی دعاوی و دلائل ذرا سُنا کر ثبوت عقاید خود کر کے دکھلاوے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے۔ تو تحریر کر دے۔ کہ میں کوئی دعوے منجانب بہاء اللہ نہیں رکھتا۔ اور نہ پیش کرسکتا ہوں۔ اس کے بعد ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرزا غلام احمد صاحب مہدی دوران کا دعوے بعد شرائط ضروری سلسلہ فریقین ثابت کرینگے۔ ہلے دعویٰ اغیر ممکن دیں۔ ورنہ یاد رکھیں۔ کہ اون کے تمام مکر خدا نے برباد کر دیئے۔ اور اپنے اس منصوبہ میں بھی جہانگیر خان والے منصوبہ کی طرح نامراد اور ناکام رہے۔ اور خدا نے ہمکو مظفر و منصور فرمایا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

راقم الحروف عاجز قاسم علی

احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی

تراہا بیرم خان دریائی منڈی

پھول کی

۳۰ جولائی ۱۹۰۹ء

ڈائری

فرمایا میرے ساتھ عادت اللہ یہ ہے۔ کہ جب میں کسی امر کے واسطے توجہ کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں تو اگر وہ توجہ اپنے کمال کو پہنچ جائے اور دعا اپنے انتہائی نقطے کو حاصل کرلے تب ضرور اس کے متعلق کچھ اطلاع دیجاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جب انسان خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔ تو اکثر خدا تعالیٰ اپنے بندے کی دعا قبول کرتا ہے لیکن بعض دفعہ خدا تعالیٰ اپنی بات منواتا ہے۔ دو دوستوں کی آپسمیں دوستی کے قائم رہنے کی یہی نشانی ہوتی ہے۔ کہ کبھی اس نے اُس کی بات مان لی۔ اور کبھی اُس نے اِس کی بات مان لی۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ کہ ہمیشہ ایک ہی دوسرے کی بات مانتا رہے۔ اور وہ اپنی بات کبھی نہ منوائے جو شخص یہ خیال کرتا ہے۔ کہ ہمیشہ اس کی دعا قبول ہوتی رہے۔ اور اسی کی خواہش پوری ہوتی رہے۔ وہ بڑی غلطی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے قرآن شریف میں دو آیتیں نازل فرمائی ہیں۔ ایک میں فرمایا ہے۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ تم دعا مانگو۔ میں تمہیں جواب دوں گا۔ دوسری آیت میں فرمایا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ۔ الخ یعنی ضرور ہے کہ تمہیں ہر قسم کے ابتلاؤں میں ڈالیں۔ اور تمہاں امتحان لیں۔ اور آزمائشیں کی جاویں۔ تاکہ تم انعام حاصل کرنیکے مستحق ٹھہرو۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کرتا ہے لیکن جو لوگ استقامت اختیار کرتے ہیں۔ خدا ان کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ دعا کے بعد کامیابی اپنی خواہش کے مطابق ہو یا مصلحت الٰہی کوئی دوسری صورت پیدا کرے ہر حال میں دعا کا جواب ضرور خدا تعالیٰ کی طرف سے مل جاتا ہے۔ ہمنے کبھی نہیں دیکھا۔ کہ دعا کے واسطے اس کی حدتک جو ضروری ہے۔ تضرع کی جاوے۔ اور پھر جواب نہ ملے۔

گناہوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ خوف الٰہی دل میں پیدا ہو۔ بغیر اس کے انسان گناہوں سے بچ نہیں سکتا۔ اور خوف بغیر معرفت کے پیدا نہیں ہوسکتا۔ جب کسی کے سرپر ننگی تلوار لٹک رہی ہو۔ اور اس کو یقین ہو۔ کہ اگر فلاں کام میں کرونگا تو یہ تلوار میرے سر میں لگیگی۔ پھر وہ کس طرح وہ کام کرسکتا ہے۔ اس کو یقین ہے کہ وہ ضرور اس کو دُکھ دے گی۔ اس قسم کا یقین اگر خدا تعالیٰ پر ہو۔ اور اس کی عظمت اور اس کا جلال اس کے دل میں گھر کرجائے تو کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ بدی کا ارتکاب کرے۔ خدا تعالیٰ کی یہ سنت نہیں۔ کہ وہ انسان کی طرح کسی کو اپنا چہرہ دکھائے۔ بلکہ وہ زبردست نشانات کے ساتھ اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے۔ جب ۴۔ اپریل کا زلزلہ آیا۔ تو ہمارے عزیز محمد اسماعیل۔ میڈیکل کالج میں پڑھتے تھے۔ وہ ذکر کرتے ہیں۔ کہ ان کے کالج میں ایک لڑکا دہریہ تھا۔ جب زلزلہ آیا۔ تو وہ چیخ رام رام پکارنے لگا۔ لیکن جب زلزلہ گذر گیا۔ اور ہوش ٹھکانے لگے۔ تو پھر کہنے لگا۔ کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ کہ میں نے رام رام کہا۔ خدا تعالیٰ کے اقتداری نشانات اس کی ہستی کا ثبوت دے دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو خبر دی ہے۔ کہ ایک سخت زلزلہ آنے والا ہے۔ وہ دن دنیا کے واسطے ایک غیر معمولی دن ہوگا جس سے لوگ جان لیں گے۔ کہ خدا موجود ہے۔ لوگ شیطانی خیالات میں ایسے پڑے ہوئے ہیں۔ کہ ایک قدم پیچھے نہیں ہٹانا چاہتے۔ مگر خدا تعالیٰ جب چاہتا ہے۔ تو وہ ایسی ہیبت ڈالدیتا ہے۔ کہ لوگ تمام بدیوں کو چھوڑدیتے ہیں۔ جب تک خدا کسی کو نہ کھینچے۔ وہ کس طرح کھینچا جاسکتا ہے۔ ہمارا بھروسہ تو صرف خدا پر ہے۔ وہ قوم جو ہم کو کافر کہتی ہے۔ اس سے ہم امید ہی کیا کرسکتے ہیں۔ خدا ہی سچا بادشاہ اور سچا حکمران ہے۔ جبتک کہ آسمان پر کچھ نہیں ہوتا۔ زمین پر کچھ نہیں ہوسکتا۔

فرمایا طبیب کے واسطے بھی مناسب ہے کہ اپنے بیمار کے واسطے دعا کیا کرے۔ کیونکہ سب ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے خدا تعالیٰ نے اُس کو حرام نہیں کیا۔ کہ تم حیلہ کرو۔ اس واسطے علاج کرنا اور اپنے ضروری کاموں میں تدابیر کرنا ضروری امر ہے لیکن یاد رکھو۔ کہ مؤثر حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہے۔ اسی کے فضل سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔ بیماری کیوقت چاہئیے۔ کہ انسان دوا بھی کرے اور دعا بھی کرے بعض وقت اللہ تعالیٰ مناسب حال دوائی بھی بذریعہ الہام یا خواب بتلا دیتا ہے۔ اور اس طرح دعا کرنیوالا طبیب علم طب پر ایک بڑا احسان کرتا ہے۔ کئی دفعہ اللہ تعالیٰ ہم کو بعض بیماریوں کے متعلق بذریعہ الہام کے علاج بتلا دیتا ہے۔ یہ اس کا فضل ہے۔

یکم اگست ۱۹۰۶ء۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب جن کی بیوی کل شام کو فوت ہوچکی ہے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حافظ صاحب کو مخاطب کرکے حضرت نے فرمایا۔ کہ آپ پر اپنی بیوی کے مرنے کا بہت صدمہ ہوا ہے۔ اب آپ صبر کریں۔ تاکہ آپ کے واسطے ثواب ہو آپ نے اپنی بیوی کی خدمت بہت کی ہے باوجود اس معذوری کے کہ آپ نابینا ہیں آپ نے خدمت کا حق ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا اجر ہے۔ مرنا تو سب کیواسطے مقدر ہے۔ آخر ایک نہ ایک دن سب کے ساتھ یہی حال ہونیوالا ہے۔ مگر غربت کے ساتھ۔ بے شر ہوکر مسکینی اور عاجزی میں جو لوگ مرتے ہیں۔ ان کی پیشوائی کیواسطے گویا بہشت آگے آتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ نے لعزر کے متعلق بیان کیا ہے۔

لعزر والا واقعہ ہم اس جگہ انجیل میں سے نقل کر دیتے ہیں۔ اور وہ اس طرح سے ہے ایک دولت مند تھا جو لال اور مہین کپڑے پہنتا۔ اور روز بروز شان و شوکت سے عیش کرتا تھا۔ اور لعزر نام ایک غریب آدمی جو ناسور سے بھرا تھا جسے اس کی ڈیوڑھی پر ڈال جاتے تھے۔ اور وہ آرزو رکھتا تھا کہ ان ٹکڑوں سے جو دولت مند کی میز سے گرتے تھے اپنا پیٹ بھرے بلکہ کتے آکے اس کے گھاؤ چاٹتے تھے۔ اور ر ایسا ہوا۔ کہ وہ غریب مرگیا۔ اور فرشتوں نے اسے لے جاکر ابراہام کی گود میں رکھا۔ اور دولتمند بھی مؤا اور گاڑا گیا۔ اس نے دوزخ کے درمیان عذاب میں ہو کے اپنی آنکھیں اٹھائیں۔ اور ابراہام کو دور سے دیکھا۔ اور اسکی گود میں لعزر کو اور اس نے پکار کے کہا۔ کہ اے باپ ابراہام مجھ پر رحم کر۔ اور لعزر کو بھیج کہ اپنی انگلی کا سرا پانی کا بھگوکے میری زبان ٹھنڈی کرے۔ کیونکہ میں اس لَو میں تڑپتا ہوں۔ تب ابراہام نے کہا کہ اے بیٹے یاد رکھ۔ کہ تو اپنی زندگی میں اچھی چیزیں لے چکا۔ اور لعزر بُری چیزیں۔ سو اب وہ تسلی پاتا ہے۔ اور تو تڑپتا ہے۔ اور ان سب کے سوا ہمارے تمہارے درمیان ایک بڑا گڑھا دھرا گیا ہے۔ ایسا کہ جو یہاں سے تمہارے پاس جانا چاہیں نہ جاسکیں اور نہ وے لوگ جو وہاں ہیں۔ اس پار ہمارے پاس آسکتے تب اس نے کہا پس اے باپ تیری منت کرتا ہوں کہ تو اسے میرے باپ کے گھر بھیج۔ کیونکہ میرے پانچ بھائی ہیں۔ تاکہ ان پر گواہی دیں۔ ایسا نہ ہو کہ وے بھی اس عذاب کی جگہ میں آویں۔ ابراہام نے اُسے کہا کہ ان کے پاس موسیٰ اور انبیاء ہیں چاہیے کہ وے ان کی سنیں۔ اس نے کہا نہیں اے باپ ابراہام اگر کوئی مردوں میں سے ان کے پاس جاوے تو وے توبہ کریں گے اس نے اسے کہا۔ کہ جب وے موسیٰ اور نبیوں کی نہ سنتے۔ تو اگر مردوں میں سے کوئی اٹھے۔ تو اس کی نہ مانیں گے

نماز میں دعا

نماز کے اندر اپنی زبان میں دعا مانگنی چاہیئے کیوں کہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے پورا جوش پیدا ہوتا ہے۔ سورۃ فاتحہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ وہ اسی طرح عربی زبان میں پڑھنا چاہیئے۔ اور قرآن شریف کا حصہ اس کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ وہ بھی عربی زبان میں ہی پڑھنا چاہیئے۔ اور اس کے بعد مقررہ دعا اور تسبیح بھی اسی طرح عربی زبان میں پڑھنی چاہیئے لیکن ان سب کا ترجمہ سیکھ لینا چاہیئے۔ اور ان کے علاوہ پھر اپنی زبان میں دعائیں مانگنی چاہئیں تاکہ حضور دل پیدا ہو جاوے۔ کیوں کہ جس نماز میں حضور دل نہیں۔ وہ نماز نہیں۔ آج کل لوگوں کی عادت ہے۔ کہ نماز تو ٹھونگے دار پڑھ لیتے ہیں جلدی جلدی نماز کو ادا کرتے ہیں۔ جیسا کہ کوئی بیگار ہوتی ہے۔ پھر پیچھے سے لمبی لمبی دعائیں مانگنا شروع کرتے ہیں یہ بدعت ہے۔ حدیث شریف میں کہیں اسکا ذکر نہیں آیا۔ کہ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد پھر دعا کی جاوے نادان لوگ نماز کو ٹیکس جانتے ہیں اور دعا کو اس سے علیحدہ کرتے ہیں۔ نماز خود دعا ہے۔ دین و دنیا کے مشکلات کیواسطے اور ہر ایک مصیبت کے وقت انسان کو نماز کے اندر دعائیں مانگنی چاہئیں نماز کے اندر ہر موقعہ پر دعا کی جاسکتی ہے۔ رکوع میں بعد تسبیح سجدہ میں بعد تسبیح۔ التحیات کے بعد۔ کھڑے ہوکر۔ رکوع کے بعد بہت دعائیں کرو۔ تاکہ مالا مال ہوجاؤ۔ چاہیئے کہ دعا کے وقت روح پانی کی طرح بہ جاوے۔ ایسی دعا دل کو پاک وصاف کردیتی ہے یہ دعا میسر آوے تو پھر خواہ انسان چار پہر تک دعا میں کھڑا رہے۔ گناہوں کی گرفتاری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعائیں مانگے دعا ایک علاج ہے جس سے گناہ کا زہر دور ہوجاتا ہے۔ بعض نادان خیال کرتے ہیں۔ کہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یہ غلط ہے۔ ایسے لوگوں کی نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً

رپورٹ جلسہ احمدیہ گجرات

بمقام رجوعہ

رجوعہ کی سرزمین تجھپر خدا کی رحمت۔ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ تیری طرف بارہ بجے کی کڑکڑاتی دھوپ میں ساٹھ بیس کوس سفر کر کے جانا ہمارے لئے عین راحت ہے۔ کیوں؟ تجھ میں بسنے والے احمدی میرے سید و مولیٰ امام الائمہ (خدا کا درود اُس پر اور اُس کی طاہر مطہر آل پر) کی قوت قدسیہ کا ظاہر ثبوت ہیں۔ ہاں میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ جس ... الکتٰب والحکمۃ کا نظارہ دیکھنا ہو۔ اور اس کی خاص جذب و تزکیہ کا موازنہ کرنا ہو جو مامورمن اللہ میں ہوتا ہے۔ وہ وہاں کے مرحوم احمدیوں کے حالات سنے۔ ایک وقت تھا کہ وہ جاتے سوار کو گرا کر گھوڑے کو غائب کر دیتے۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ سارے جہان کے عیوب تمام دنیا کی خرابیاں اُن کے فخر کا موجب۔ ایک ... وقت کہ یمشون علی الارض ھونا زمین پر سلامت روی اور نرمی سے چلتے ہیں۔ الذین یبیتون لربھم سجدا و قیاما۔ اپنی رات سجود و قیام میں گذارتے ہیں۔ کوئی نیکی نہیں جس کی طرف وہ نہ لپکے۔ اور کوئی بھلائی نہیں جس کے حصول کا انہیں ارمان نہ ہو۔ ان کے مرنے کے بعد جماعت کچھ سست سی پڑ گئی تھی۔ مگر الحمد للہ کہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی برکات سے رنمل وھیلاں والے جلسہ کے ذریعے بیدار ہوئے۔ اور انہوں نے بڑی محبت سے چاہا۔ کہ یہاں قریب جو لوگ ہیں سب بھائی جمع ہوں۔ چنانچہ ۳۰ اگست کو گورالی۔ وزیر آباد۔ گوٹیکے۔ لنگہ۔ سعد اللہ پور۔ نگیال۔ مونگ رسول۔ سیلا ... رنمل کے بھائی تشریف لا کر شامل جلسہ ہوئے۔ ڈنگہ کی جماعت نے اپنے غریب بھائیوں کو شمولیت کا اعزاز نہیں دیا۔ وجوہات نامعلوم؟

جمعہ کا خطبہ۔ میرے پیارے مہربان حافظ غلام رسول صاحب نے پڑھا۔ کا پہلا رکوع تھا۔ (۱) تقوے کی تعریف (۲) شرک و بدعت سے بچنے کی تاکید۔ کسی گناہ کو اختیار کرنا بھی شرک ہے (۳) غلبہ تقوے سے ہے۔ نہ کہ کثرت تعداد پر (۴) یکسو ہو کر خدا کا دین اختیار کرنا (۵) رسم و رسوم کے ادا کرنے کو عزت نہیں۔ بلکہ حقیقی عزت وہ ہے جو خدا کی طرف سے ہو۔ (۶) اپنی عورتوں سے حسن معاشرت (۷) عملی نمونہ درست کرنے کی تاکید۔ بعد از نماز جمعہ ناچیز اکمل کا وقت تھا۔ ایک ڈیڑھ گھنٹہ کی تقریر تھی۔ مخالفین کی بھی ایک خاصی تعداد آ گئی۔ مستورات بھی برعایت پردہ شامل تھیں تقریبا تین گھنٹے تک نفع خراشی ہوتی رہی مگر تاہم بہت سا بیان باقی رہ گیا۔ اس تقریر کا ایک حصہ تو بدر میں ملاحظہ فرمائیے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ جو فرمایا۔ کہ نوح علیہ السلام قریباً ہزار برس قوم میں رہا۔ اور پھر طوفان آیا۔ کشتی والوں کو نجات دی۔ باقی سب غرق۔ اور یہ سفینہ تمام جہان کے لوگوں کے لئے ایک آیۃ تھا۔ اس میں کئی پیشگوئیاں ہیں۔ ایک یہ کہ نبی کریم صلعم کو گھبرانا نہیں چاہیئے۔ ایک وقت آتا ہے۔ کہ خون کے طوفان میں یہ سب غرق ہونگے۔ اور وہ صحابہ کرام جو حبشہ میں دریا کا سفر کر کے ہجرت کر گئے تھے بخیریت واپس آئینگے۔ پھر خیراتوں کی تین صدیوں کے بعد ہزار برس گذرنے پر ظلم (حقوق اللہ و حقوق العباد میں نقصان) کے سبب طوفان آئیگا۔ ہر چہار عنصر انسان کے خلاف ہو جائینگے۔ اس وقت بھی ایک کشتی نوح ہوگی جس پر سوار ہونے والے بچائے جائینگے۔ چونکہ اس نوح علیہ السلام کی دعوت تمام جہان کے لئے ہوگی۔ اس لئے عذاب بھی سارے جہان پر متفرق طور سے آئینگے۔ صرف یہی کشتی امن کی جگہ ہوگی۔ اور اس لحاظ سے آیۃ للعلمین وہ ہے۔ اس کشتی پر سوار ہونے کے لئے ضروری ہے۔ کہ جیسے تم سفر میں جانے کیلئے وضو غسل کرتے ہو۔ ایسے ہی یہاں بھی وضو ہے۔ ہاتھ دھولو۔ دنیا کی بیہودہ خواہشوں اور شیطانی تحریکوں پر عمل درآمد کرنے سے ہاتھ دھو ڈالو۔ کلی کرو۔ یعنی اپنے منہ کو گندی باتوں سے اور خدا کی مرضی کے خلاف بولنے سے بچاؤ۔ ناک صاف کرو۔ یعنی دنیاوی خلاف شریعت رسم و رواج نہ کرنی اگر ناک کٹتی ہے۔ تو کٹ جانے دو۔ آنکھیں غیر محرم اور بیگانے مال کی طرف نہ دیکھیں پیشانی ایک ہی در دولت پر پڑتی رہے۔ سر کا مسح یعنی سر تسلیم ایک ہی کے حضور خم رہے۔ بازو خدا کے احکام کے خلاف کوئی کام نہ کریں۔ قدم راہ حق میں ثابت قدم رہیں۔ تقوے کا لباس پہن لو۔ ولباس التقوی ذلک خیر (تقوی کا لباس سب سے اچھا ہے) ساتھ ہی یہ خیال بھی رہے۔ لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنھما لباسھما (کہ شیطان کہیں یہ لباس اُتار نہ لے) اپنے ساتھ زاد بھی لے۔ مگر کا ہے کا۔ وتزودوا فان خیر الزاد التقوی (سب سے اچھا زاد تقویٰ ہے) سستی نہ کرو بلکہ سارعوا الی مغفرۃ من ربکم جوش و خروش سے اس راہ کو طے کرو۔ کونسی راہ۔ وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ یہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ دیکھنا اودھر اُدھر کسی اور راستے نہ پڑ جانا۔ ولا تتبعوا خطوات الشیطن ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ یہ پل صراط کی صورت میں متمثل ہوگا۔ اب تم کشتی تک پہنچ چکے ۔ محصول بھی ضرور دینا چاہیئے۔ یعنی چندہ اس میں تمہارا اپنا ہی فائدہ ہے۔ ورنہ واللہ الغنی وانتم الفقراء۔ وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم۔ اللہ کو ضرورت نہیں۔ بلکہ تم ہی اس کی رحمتوں اور لطفوں کے محتاج ہو۔ اگر تم نے منہ پھیرا۔ تو خدا ایک اور قوم پیدا کر لیگا۔ جو تم جیسے نہ ہونگے۔ اور اس کے مامور کے پورے پورے دل و جان سے معاون ہونگے۔ پھر بیان کیا۔ کہ جیسے کشتی پر چڑھکر مخلصین لہ الدین کی حالت طوفان کے وقت طاری ہوتی ہے۔ فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین ایسا ہی ہر کام میں ہمیں ہر وقت خدا تعالیٰ سے اخلاص ہونا چاہیئے۔ اور ہر قسم کے شرک سے محترز۔ یہاں امت رسول اکرم صلعم کے بعض عقاید کا ذکر کیا گیا۔ کہ مینہ نہیں برستا۔ تو چھوٹے بچے گلیوں میں گھومتے ہوئے کہتے ہیں۔ (ڈبے ڈبے مینہ وسا) لاحول ولا قوۃ کیا مسلمانوں کا خدا مینہ برسانے والا ڈبی ہے یہ مخالف علما سنتے ہیں۔ اور منع تک نہیں کرتے کسی نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں کہا ہے۔

دولتاں نعمتاں بخشش میراں ننگ
بھکھڑے وس کیوں پاؤ نائیں۔ تیرے فضلاں دا
کجھ شمار نا ہیں بیڑیاں تے بدیاں توں بنے لاؤنائیں

حضرت معین الدین اجمیری کے لئے زمین تیری فلک تیرا۔ ملک تیرے عرش تیرا تک کہدیا۔ استغفر

٭ اس کشتی کی نوح کا حلیہ خداوند کریم نے اپنے نبی کریم صلعم کی معرفت بتا دیا۔ سیدھے بال گندم گوں رنگ اونچی ناک روشن پیشانی (عیسےٰ ابن مریم کا یہ حلیہ نہیں بتایا) اور آسمان کو ماہ رمضان میں خسوف کسوف کے اجتماع سے اور دیگر زمین کو دابۃ الارض (طاعون) اور زلزل سے اسکی صداقت پر گواہ کر دیا پس اس کے پہچاننے میں کوئی دقت باقی نہیں

حقوق اللہ میں جو ظلم ہو رہا ہے۔ اس کی سنت سنئے۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لیس کمثلہ شیء مگر بعض مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ میں بھی بعض ایسے اوصاف ہیں جو کسی دوسرے نبی میں نہیں۔ (۱) جبرائیل علیہ السلام کا ہر وقت آپ کے ساتھ رہنا۔ حالانکہ وما منا الا لہ مقام معلوم سے ظاہر ہے۔ کہ فرشتے نیچے بذاتہ نہیں آتے۔ اور روح القدس کی معیت تو ہر مومن سے ہے ایدھم بروح منہ (۲) خالق الطیور ہونا۔ مگر خدا فرماتا خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم قل اللہ خالق کل شیء (۳) مردوں کا زندہ کرنا برخلاف انا نحن نحی الموتی ربی الذی یحی و یمیت اور انھم لا یرجعون فیمسک التی قضی علیھا الموت کے (۴) اس کے ہاتھ پر تمام لوگ مسلمان ہو جائینگے حالانکہ قرآن مجید میں ہے۔ ولا یزالون مختلفین ہمیشہ اختلاف کرتے رہینگے۔ والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ (۵) زمانے کے اثر سے محفوظ۔ ۳۳ برس کا آسمان پر گیا۔ یہی عمر ہوگی۔ جب اتریگا۔ خدا فرماتا ہے۔ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق ما جعلنا لبشر من قبلک الخلد دو ہزار برس سے آسمان پر موجود۔ بلا طعام خدا نے بالخصوص فرمایا۔ کانا یاکلان الطعام۔ ما جعلنٰھم جسدا لا یاکلون الطعام فیھا تحیون وفیھا تموتون۔ اور ترقی فی السماء کے جواب میں سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا نازل ہوا۔ (۶) غیب کا جاننے والا۔ حالانکہ خدا نے غیب کو جانتا ہے۔ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو۔ پھر خدا کے بغیر دوسروں کو استعانت اور ان کی ندا ماننی بھی شرک ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا اور فرمایا۔ انہیں خود اپنی پڑی ہوئی ہے یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب و یرجون رحمتہ و یخافون عذابہ اور اس کی رحمت کے امیدوار اور عقاب سے خائف و ترساں ہیں۔ اس بیان سے کوئی ناراض ہوتا ہے۔ تو ہو۔ واذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا یؤمنون بالاخرۃ۔ توحید کے بیان سے کافروں کے دل ہی تنگی پکڑتے ہیں۔ اور وہی چیں بجبیں ہوتے ہیں۔ تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر۔ اکمل

ورثے بھائیوں کا آپس میں تعارف ہوگیا۔ باہم محبت و میل جول بڑھ گیا۔ صرف یہی ایک سلسلہ ہے جس ... رشتہ ناطہ آپس میں ہو سکتے ہیں ... باقاعدہ انتظام کر دیا گیا ...

وصیتیں

جب اشتہار الوصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ۲۴۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا تو انہیں دنوں میں مریدان با اخلاص کی وصیتیں حضرت اقدس کے پاس آنی شروع ہو گئیں۔ لیکن وہ انجمن جسکے متعلق حضرت اقدس نے اپنا یہ منشاء شائع کیا تھا کہ یہ کل کاروبار اس کے سپرد ہو کچھ دن بعد بنی۔ چنانچہ اس انجمن یعنے صدر انجمن احمدیہ کے قواعد ۲۹ جنوری ۱۹۰۶ء کو حضرت اقدس کی اجازت اور منظوری کے بعد شائع ہوئے۔ ان قواعد کی رو سے مقبرہ کا اہتمام اور وصیتوں کا لینا یا انکی وصول کا انتظام کرنا مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کیا گیا جو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت کام کرتی ہے۔ چنانچہ جب کچھ وصیتیں سکرٹری مجلس کارپرداز کے پاس جمع ہو گئیں تو انکو مجلس میں پیش کیا گیا۔ مگر معلوم ہوا کہ بہت سی وصیتیں بعض نقصوں کے سبب دوبارہ لکھوانے کے قابل ہیں۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ ہر ایک وصیت دفتر سکرٹری میں موصول ہونیکے بعد انجمن کے مشیر قانونی جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور کے پاس بھیجی جایا کرے تاکہ اگر کوئی نقص اس میں ہو وہ رفع ہو سکے۔ چنانچہ وہ تمام وصیتیں خواجہ صاحب کے پاس بھیجی گئیں۔ اور بہت ان میں سے مکمل ہو کر واپس پہونچ گئی ہیں اور اس لئے اب حسب منشائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام انکو ہر دو اخباروں یعنے الحکم اور بدر میں چھپوانا شروع کیا جاتا ہے گنجایش کے مطابق یہ وصیتیں ہر ہفتہ شائع ہوتی رہیں گی۔ اسی توقف کی وجہ سے مجھے وصیتوں کے شائع کرنے میں ہوا۔ بعض لوگوں نے جلد بازی کر کے یہ لکھدیا تھا کہ چند وصیتیں آکر اب یہ سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ امید ہے کہ ان وصیتوں کے چھپنے سے ایسے جلد باز خود بخود نادم ہونگے۔ یہ سلسلہ وصیتوں کا ایسا ہی جو انشاءاللہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ بلکہ الہی سلسلہ کی ترقی کے ساتھ ترقی کر کے بدزبان مخالفوں کا مونہہ کالا کرے گا۔ اور وہ دیکھیں گے کہ ان سے اشاعت اسلام کی توفیق چھینی جا کر اللہ تعالے کسطرح اس خدمت کے لئے اسی سلسلہ کو جسے وہ اپنی بے ایمانی کی وجہ سے مفتریوں اور کذابوں کا سلسلہ ٹھیرا لیتے ہیں۔ ممتاز کرتا ہے۔ بحمد اللہ اسی سلسلہ کے امام و رہبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیروؤں کے لئے اشاعت اسلام کی ایک ایسی راہ کھولدی ہے جو دن بدن ترقی کر یگی ان شاء اللہ۔ ہے ان احباب کی خدمت میں جنہوں نے ابتک وصیتیں لکھکر نہیں بھیجیں یہ التماس کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں تساہل سے کام نہ لیں زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ ایسا نہ ہو سکے اجل کا پیام آجاوے اور ہم اسی ارشاد کی تعمیل سے قاصر رہیں جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت ہے۔ وصیتیں حتی الوسع چھپی ہوئے فارم کے مطابق ہوں لیکن جن احباب کی کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں ہے انہیں تفصیل جائداد دینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ وصیت میں صرف اسقدر لکھدیں کہ جسقدر جائداد ان کی موت کے وقت ثابت ہو اس کا دسواں یا جونسا حصہ وہ دینا چاہیں۔ صدر انجمن احمدیہ کو دیا جاوے۔ جو احباب ہبہ کرنا چاہیں۔ یا اپنی جائداد موجودہ کا حساب کر کے اس کا حصہ اپنی زندگی میں ہی دینا چاہیں تو یہ سب سے آسان راہ ہے۔ کیونکہ اس سے انجمن بہت سی زیر بار ہونے سے بچی رہیگی۔ وصیتوں کے شائع کرتے وقت میں اس بات کا ظاہر کردینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر غلام غوث صاحب [illegible] اپنے مکانات قیمتی ایک ہزار روپیہ جو قادیان میں واقع تھی۔ سب سے پہلے صدر انجمن احمدیہ کے نام زبانی ہبہ کر کے قبضہ مجلس کارپرداز کو دیدیا ہوا ہے۔ یہہ ذکر میں نے اس لئے کیا ہے۔ کہ وصیتوں میں اس کا ذکر نہیں آئیگا۔ اس کے علاوہ بعض اور دوستوں نے بھی مکانات وار زمین ہبہ کی ہیں۔ اس کی تفصیل انشاءاللہ پھر کسی وقت دی جاویگی۔ یہہ بھی ظاہر کردینا ضروری ہے۔ کہ ہبہ اور وقف کے متعلق ہر شخص کو اختیار رہے۔ کہ وہ کل جائداد یا جسقدر حصہ اس کا چاہے کرے۔ لیکن وصیت تیسرے حصے سے زیادہ کی نہ ہونا چاہئے۔ باقی خیر و رحمہ ہی۔

خاکسار

محمد علی سیکرٹری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) میں مسمی محمد حسن ولد کرم الدین قوم آرائیں ساکن [illegible] تحصیل و ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی و رضامندی سے آج بتاریخ ۵ ماہ مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں۔ کہ آج ہی میری زندگی میں اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام رئیس قادیان ضلع [illegible]

(۳) میں امر [illegible] الوصیت کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوئی ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان ہدایات کا پابند ہوں جو اس میں درج ہیں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات و ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہونگا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق . . . . شائع ہوئے ہیں۔ یا آیندہ شائع ہونگے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے بعد میری ورثا ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرائط انجمن مذکور کی معاملہ وصیت و مقبرہ ہذا میں پابند رہینگے۔

(۱) میری جائداد جو اسوقت حسب ذیل ہے۔

(الف) مکان جس کا حدود اربعہ یہہ ہے۔ کہ شمال مکان امیر بیگ مشرق ڈھاب جنوب مکان شاہ دی کشمیری مغرب شارع۔ یہ مکان قادیان دارالامان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں واقع ہے۔ جو میں نے دو ماہ ہوئے کہ ہبہ زبانی بحق مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے قبضہ مکان موہوبہ دو ماہ ہوئے کہ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ پنجاب انجمن مذکور کو دیدیا ہے۔ شرط یہ ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں۔ اس مکان میں میں اور مواز ی چار آنہ ماہوار بطور کرایہ دیتا رہونگا۔

(ب) میری زمین قریباً پانچ گھماؤں موضع [illegible] تحصیل و ضلع گورداسپور میں واقع ہے۔ اور جس پر اسوقت میرا مالکانہ قبضہ ہے۔ اور اس جائداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ سے اس زمین کے پانچواں حصہ کو جو نہری ہے بحق مجلس مذکور ہبہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے متعلق انجمن مذکور کوئی الگ کاغذ لکھوانا چاہے۔ تو سب لکھنے کو طیار رہوں۔

(ج) میری تنخواہ مبلغ ۔۔ روپیہ ہے۔ اس میں سے ایک روپیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیتا رہونگا۔ انجمن کو اختیار ہوگا۔ کہ اس جائداد کو میرے بقیہ جائداد سے الگ کر لے۔ یا اس میں شامل رہنے دے۔ وہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت [illegible] یا فروخت نہ کرے تو اس موہوبہ جائداد سے منافع [illegible] اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کی مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی۔ میری اس وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر جائداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے تو اس کی مالک بھی انجمن ہے۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی مذکورہ بالا جائداد سے زیادہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد سوا جائداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائداد کا [illegible] کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۱ وصیت میں کیا ہے میں اپنے جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اگر میں قادیاں میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں یا آیندہ شائع ہونگے۔ [illegible] اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان [illegible]

(۷) میری یہہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری [illegible] اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں۔ ان اخراجات سے متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان [illegible] کر کے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالے کردونگا جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرادونگا۔ اور اگر ان اخراجات کے لینے کیلئے کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کرسکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئے تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی۔ اور میرے وارثان اخراجات کے ادا کرنیکے ذمہ دار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو امر جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاء لوجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آیندہ کے باعث جنکا مجھے اسوقت علم نہیں۔ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں اپنی جائداد کے متعلق کی ہے۔ اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی۔ لیکن ضروری ہوگا۔ کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز قبرستان اجازت نہ دے میری نعش [illegible] البتہ [illegible] جا سکتی ہے۔ (۹) اگر حسب نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو اخراجات متعلق انتقال [illegible]

جو صاحب جلد علاج پسند فرمائیں

نہ کرین ہرگز ہرگز بدظنی سے کام نہ لیں یہ وہ ہے

ریزیم کی جتنے بہت سی آزمائیں

پسند یون سے ہر دل عزیز ثابت ہو چکا ہے

یاقوت مروارید مرجان لشب کہربا کستوری زعفران

وغیرہ وغیرہ کا مجرب

مشہور آفاق

مفرح کی ایک عجیب غذا ہے

مردہ دلوں میں ایک نئی زندگی بخشتا ہے

جوانی کا فرحت بڑھاپے کی جان ہے

معجون نمائی

مفرح عنبری !

مفرح عنبری !!

مفرح عنبری !!!

قیمت فی ڈبیہ پانچ روپے (صہ)

قیمت تین ڈبیہ تیرہ روپے (للعہ)

ایک درجن پچاس روپے (صٓ)

خان بہادر

عالیجناب عبد الرحمٰن خان صاحب رئیس اعظم بدرسی متصل ضلع پشاور

السلام علیکم مفرح عنبری کی چند ڈبیہ کے استعمال کرنیکے بعد اس کے فواید مجھے مجبور کرتے ہیں کہ پبلک کو اطلاع دوں۔ یہ کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی میرے خیال میں کمزور اور طاقتور کیواسطے یکسان فائدہ مند ہے اور آپ جسقدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے صرف آپ کی دوائی بموجب اشتہار کے درست پائی ہے۔

خان بہادر

عالیجناب مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیراگڈھ ضلع رایپور

عنایت فرمایم حکیم صاحب۔ سلامت مشکور ہوں آپ کی ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیراگڈھ نے منگائی تھی۔ انہوں نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ میں آپ کو لکھوں کہ ان کے تجربہ میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی۔ آپ مہربانی کرکے تین ڈبیہ اور خان بہادر صاحب موصوف کے نام جسقدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ فرمائیے

(دستخط) سید بخش محمد

پرائیویٹ سکریٹری وزیر صاحب

خان بہادر

عالیجناب سید علیخان صاحب گورنمنٹ پنشنر کوٹھی حسن منزل رئیس جونپور تحریر فرماتے ہیں۔ مکرمی حکیم صاحب زاد عنایتہ۔ میں نے ایک ڈبیہ مفرح عنبری پہلے منگایا تھا اس کا پورا استعمال میں نے خود کیا جس غرض سے میں نے استعمال کیا تھا اسکو نہایت فائدہ ہوا۔ تب تین ڈبیہ ایکساتھ اور منگایا تھا۔ ان میں سے دو ڈبیہ میرے دوستوں کیلئے لیگئے انکو دیا۔ اپنی ایک ڈبیہ میں سے نصف ڈبیہ ایک عورت کو بغرض رفع سیلان کھلائی گئی۔ اسکو بھی فائدہ ہوا۔ واقعی یہ مفرح نہایت عمدہ چیز اور بہت

مفرح عنبری وہ جوہر ہے جسکے استعمال سے تمام قوائے دماغی میں ایک سریع التاثیر تحریک پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلیٰ و مفید رہتے ہیں۔ دل کو وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خداوند تعالیٰ نے نئی زندگی عطا کی ہے دل سے بے چینی پراگندہ خیالی وغیرہ دور کرنے کے لئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے۔

مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ جریان رقت و سرعت۔ کثرت احتلام کثرت پیشاب وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہنچتا ہے جو دوسری ادویات کیطرح عارضی نہیں ہوتا کثرت مباشرت سے جو دماغ گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پورے ہونے لگتی ہے۔

مفرح عنبری جن کے اعصاب میں بہ سبب کثرت محنت دماغی رنج و فکر کوتہ اندیشی۔ غلط کاری عیاشی وغیرہ سے ضعف آجاتا ہے اور جسم میں کمزوری واقع ہو ان کے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا بے نظیر مرکب ہے۔

مفرح عنبری خون پیدا کرنے اور مادہ تولید کے بڑھانے میں ایک عجیب الاثر مرکب ہے۔ امیروں۔

وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ غرض کل دماغی محنت سے کام لینے والوں کو جو اپنی صحت کی قدر کرنا چاہتے ہوں اس مونس رفیق کو ہر دم اپنے جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئے۔

مفرح عنبری ان مستورات کے لئے جنکے بچے کمزور لاغر پیدا ہو کر طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں یا جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہوتا ہے بلا تامل اس جوہر اکسیر کو استعمال کرنا چاہئے تاکہ بفضل خدا و ند کریم ان موذی امراض سے نجات پا کر گوہر مقصود حاصل ہو۔

مفرح عنبری کمزور نحیف البدن بچوں کے لئے ایک خوش مزہ خوش رنگ۔ خوشبودار مٹھائی کی مٹھائی۔ دوائی کی دوائی اور غذا کی غذا ہے۔

مفرح عنبری نزلہ۔ زکام۔ دردسر ہسٹیریا (باؤ گولا) کو دور کرنے کے لئے اپنی آپ نظیر اور دماغی طاقت کے لئے اکسیر ہے

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل